# THE

# SENATE OF PAKISTAN

# DEBATES

## *OFFICIAL REPORT*

Tuesday the November 04, 2025
(355th Session)
Volume XIX, No.05
(Nos. )

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad*

Volume XIX SP.XIX (05)/2025
No.05 15

# Contents


1. Panel of Presiding Officers ........ 1
2. Recitation from the Holy Quran ........ 1
3. FATEHA ........ 2
4. Questions and Answers ........ 3
   - Senator Palwasha Mohammed Zai Khan ........ 30
5. Leave of Absence ........ 30
6. Presentation of report of the Standing Committee on Climate Change and Environmental Coordination on [The Pakistan Trade Control of Wild Fauna and Flora (Amendment) Bill, 2024] ........ 32
7. Presentation of Annual report of the Standing Committee on Climate Change and Environmental Coordination for the period from March, 2024 to March, 2025 ........ 33
8. Presentation of report of the Standing Committee on Foreign Affairs regarding the number of Pakistanis assisted by the Pakistan Embassy in Serbia for grant of Serbian visas.] ........ 33
9. Presentation of report of Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The National School of Public Policy (Amendment) Bill, 2025] ........ 34
10. Introduction, consideration and passage of [The Qanun-e-Shahadat (Amendment) Bill, 2025] ........ 34
11. Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules ........ 34
12. Resolution moved for Extension of the Virtual Assets Ordinance, 2025 (Ordinance No. VII of 2025) ........ 36
13. Laying of the Frontier Constabulary (Re-organization) Ordinance, 2025 ........ 36
14. Consideration and passage of [The King Hamad University of Nursing and Associated Medical Sciences Bill, 2025] ........ 37
15. Consideration and passage of [The Daanish Schools Authority Bill, 2025] ........ 38
16. Consideration and passage of [The Asaan Karobar Bill, 2025] ........ 39
17. Point of order raised by Senator Syed Ali Zafar regarding appointment of Leader of the Opposition in the Senate and raised concerns over the proposed 27th Constitutional Amendment ........ 42
   - Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) ........ 47
   - Senator Samina Mumtaz Zehri ........ 53
18. Point of Public Importance raised by Senator Atta ur Rehman regarding target killing of religious scholar in the country and closer of an interchange at CPEC route near Isa Khel ........ 55
   - Senator Mohammad Ishaq Dar ........ 58
   - Senator Atta-ur-Rehman ........ 63
   - Senator Mohsin Aziz ........ 64
   - Senator Danesh Kumar ........ 65
   - Senator Saifullah Abro ........ 67
19. Point of Public Importance raised by Senator Bilal Ahmed Khan regarding fares of airlines and flight operation in Balochistan ........ 74
   - Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) ........ 79

# SENATE OF PAKISTAN
# SENATE DEBATES

Tuesday, the November 04, 2025

## <u>Panel of Presiding Officers</u>

Mr. Secretary: In pursuance of Rule 14(1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I hereby announce the names of members so nominated by the Chairman Senate for the Panel of Presiding Officers in order of precedence:

1. Senator Shahdat Awan
2. Senator Manzoor Ahmed
3. Senator Kamil Ali Agha

Now in order of precedence amongst the Panel, I invite Honourable Senator Manzoor Ahmed to preside the session.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Senator Manzoor Ahmed) in the Chair.

----------------

## <u>Recitation from the Holy Quran</u>

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا

بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا

یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری (بنا کر) بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھالاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو (زمین) سے زندہ کرکے باہر نکال لیں گے۔ یہ (آیات اس لیے بیان کی جاتی ہیں) تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ (جو) زمین پاکیزہ ہے اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے (نفیس) ہی نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لیے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔ سورۃ الاعراف، آیات (۵۶تا۵۸)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کا speaker on کردیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ہمارے لیڈر کا فیصلہ کب ہوگا؟ کب ہمیں غلامی کی زنجیروں سے نجات دلائیں گے اور کم از کم جو ہمارے rules ہیں سے ان کے مطابق ہمارے اپوزیشن لیڈر کا اعلان ہونا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: معزز سینیٹر صاحب آپ کی بات ہم نے سن لی ہے۔ یہ جب چیئرمین صاحب موجود ہوں گے وہ اس کو decide کر سکتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر ہم اس issue کو ان کے ساتھ office میں discuss کر لیں میرے خیال سے یہی ہمارا rule کہتا ہے بالکل آپ کی بات بجا ہے کہ اپوزیشن لیڈر ہونا چاہیے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ اگر ہم وہاں پر office میں ان کے ساتھ discuss کر لیں کیونکہ یہ چیئرمین صاحب کا prerogative ہے۔ اس میں مجھے اجلاس کی کارروائی تھوڑی شروع کر لینے دیں بالکل میں آپ لوگوں کو موقع دوں گا۔ بہت شکریہ۔

## FATEHA

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اجلاس کی کاروائی کے آغاز سے قبل ایون میں ملک بھر کے اندر جو دہشت گردی کے متعدد واقعات میں جام شہادت نوش کرنے والے شہریوں، مسلح افواج اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے الکاران کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے شہادت اعوان صاحب۔

(اس موقع پر ایوان میں فاتحہ پڑھی گئی)

سینیٹر شہادت اعوان: (عربی)۔۔۔ اے اللہ تعالیٰ جتنے لواحقین ہیں ان کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرما۔ ان کے لواحقین کو صبر کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو سلامت رکھیں۔ (عربی)۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مائیک سب کو دوں گا۔ معزز سینیٹر صاحب آپ کو موقع دوں گا مجھے تھوڑاbusiness لینے دیں۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھا ہوں، جب تک آپ کوگ بیٹھیں گے میں آپ کے ساتھ بیٹھا رہوں گا۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Order No.2.

## Questions and Answers

Mr. Presiding Officer: Q.No.1. Senator Anusha Rehman Ahmed Khan.

(Q.No.1)

Senator Anusha Rehman Ahmed Khan: Question No.1.

میں نے detail مانگی تھی APs کی یہ جو ہماری property ہے،abandoned properties کی جتنی بھیtotal amount ہے ابھی بھی یہ نظر آرہا ہے کہ تقریباً ایک ارب روپیہ پڑا ہوا ہے abandoned propertiesکے پاس تو میری معزز منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہوگی کہ یہ بتا سکتے ہیں کہ کب یہamount پاکستان کے خزانے میں جمع ہو گا۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جی میں چاہوں گی کہ یہ 37 ارب روپیہ تھا تقریباً 36 ارب روپیہ تو انہوں نے جمع کرا دیا خزانے میں، ابھی بھی ایک ارب روپیہ لے کے بیٹھے ہیں۔ یہ اپنا plan بتا دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ مختلفinvestments جو abandoned properties کے حوالے سے کی جاتی رہی ہیں اور اس میں جو last investment ہے وہ 21st April, 2016 کو کی گئی ہے اور اس کی جو مدت ختم ہونی ہے وہ 21st April, 2026 کو ہونی ہے۔ باقی 2016 onwards اس طرح کی تمامinvestments جو ہیں یہ ختم ہو چکی ہیں۔ اب naturally جب یہ amount پوری ہوگی تو یہ بھی بالکل اسی طرح کا جیسے اس سے پہلے treasury میں جمع ہوتی رہی ہیں وہ amounts جمع ہوتی

ہیں۔ اور ظاہر ہے یہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے تو لہٰذا یہ ایسا نہیں ہے کہ کسی private firm کے پاس یہ پیسہ ہے اور اس کے بعد گورنمنٹ کو جمع ہونا ہے۔ ان شاءاللہ جیسے ہی یہ term پوری ہوگی یہ amount بھی transfer ہو جائے گی۔ ویسے again I repeat کہ یہ اب ختم ہو چکی ہے 2016 onwards there is no investment.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی ضمنی سوال ہے؟ اس پر آپ کا ضمنی سوال ہے؟ جی جناب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں منسٹر صاحب سے اس question کے حوالے سے جہاں investment کی بات ہوئی ہے میرا question ہے کہ جب یہ department investment کے لیے ان کی amount کو ہم consider کرتے ہیں تو ایک ہمارا بڑا ادارہ ہے جو پاکستان میں NESPAK. پاکستان میں واحد ایک consulting firm ہے جو overall پاکستان تو چھوڑیں دنیا میں وہ بڑے بڑے projects کرتی ہے اور وہ بہت زیادہ منافع میں بھی گئی ہے۔ انہوں نے Government of Pakistan کو investment میں بھی اپنا حصہ دیا ہے۔ وجوہات کیا بنی ہیں کہ ان کے جو M.D Zardan Ishaq Khan ہیں دو مہینے پہلے ان کو Secretary Cabinet Division اپنے آفس میں بلا کر کہتے ہیں کہ resign کر دو یا چھٹی پر چلے جاؤ پھر وہ مجبوراً جبری وہاں سے چھٹی لے کر چلا گیا۔ ابھی اس نے کل پرسوں resign دے دیا ہے۔ اس کی کیا وجہ بنی؟ ایک واحد department ہے جو پاکستان کا بڑا Consultancy firm ہے اگر اس کے ساتھ بھی یہ حشر کیا جائے گا۔ اس کا back ground کیا ہے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ایسی کیا وجوہات بنیں کہ جو department پیسے کماتا ہے جو profit دیتا ہے اس کے M.D کو آفس میں بلا کر dictate کیا جائے کہ آپ استعفیٰ دے دیں یا چلے جائیں۔ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نمبر دو یہ بات بھی سننے میں آئی ہے۔

(جاری۔۔۔ T02)

**T02-04Nov2025 FAZAL/ED: Khalid 05:30 pm**

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: (جاری ہے۔۔۔) نمبر دو یہ بات بھی سننے میں آئی ہے کہ Cabinet Division یہ چاہتا ہے کہ NESPAK کو privatize کیا جائے۔ بہت ہوگیا۔ ہم خدا کی رضا کے لیے ہر department کو تباہ کرتے جا رہے ہیں۔ کیا اس department کو بھی خدا کی رضا کے طور پر تباہ کیا جا رہا ہے۔ NESPAK کو کیوں بند کیا جارہا ہے؟ Privatization کے لیے

اس کی راہ کو ہموار کیا جا رہا ہے۔ ان کے MD کو کیوں جبری چھٹی پر بھیجا گیا۔ تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ میں وہ جاننا چاہتا ہوں۔ جب وہ منافع بھی دے رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! مناسب ہوتا ہے کہ جب اجلاس کی کارروائی ہو تو جو business ہوتا ہے وہ کوئی قواعد و ضوابط یا کم از کم جو روایات ہیں ان کے مطابق چلے۔ اب جو سوال کیا گیا ہے وہ abandoned properties کا ہے اور ضمنی سوال جو کیا جا رہا ہے وہ ایک ایسے department کا کیا جا رہا ہے جس کا دور دور تک اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس department سے کوئی تعلق ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بات NESPAK کے حوالے سے کی گئی ہے اور ان کی MD کے حوالے سے اور ان کے استعفیٰ کے حوالے سے کی گئی ہے۔ کوئی حقائق ہوں گے تو ان کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ بے شک ان کا تعلق اس سوال سے نہ ہو تب بھی as a government representative لیکن مفروضوں کا جواب میں سمجھتا ہوں کہ کوئی جواب نہیں ہوتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ سینیٹر صاحب! بالکل آپ کا point بجا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب! آپ fresh question پوچھ لیں۔ دیکھیں آپ اسی question پر آ جائیں۔ سینیٹر صاحب! آپ اس سے related fresh question پوچھ لیں۔ جی، دنیش صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! یہ متروکہ املاک سے کیا مراد ہے؟ ایک تو ہم سمجھتے ہیں Evacuee Trust Property کیا یہ یہی ہے یا کوئی الگ چیز ہے۔ کیونکہ ہم نے جو پڑھا ہے تو براہ کرم اس سلسلے میں ہمیں بتا دیں اور یہ جو رقم اگر Evacuee Trust Property کی ہے تو وہاں پر Evacuee Trust Property میں لکھا گیا ہے کہ یہ جو بھی رقم ہوگی یہ

اقلیتوں کی گردوارے، مندروں اور دیگر چیزوں پر خرچ ہوگی۔ تو میرا آپ سے سوال ہے کہ یہ کیوں خزانے میں جمع ہو رہی ہے اور ہماری عبادت گاہوں پر اور ہماری دوسری جگھوں پر کیوں خرچ نہیں ہو رہی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: سینیٹر صاحب Evacuee Trust Property کی بات کر رہے ہیں۔ وہ بالکل ایک الگ subject ہے۔ جو abandoned properties ہیں یہ بالکل الگ subject ہے۔ Abandoned properties وہ properties ہیں کہ جب 1971 میں unfortunately پاکستان دو لخت ہوتا ہے تو اس کے بعد یہاں سے جو لوگ migrate کرتے ہیں اور خاص طور پر ہمارے جو بنگلہ دیشی بھائی یہاں سے migrate کر کے گئے ہیں یہ ان کی properties تھیں۔ Evacuee Trust Property جو ہیں وہ Pre-partition اور partition کے وقت کی ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! بہت بہت شکریہ۔ جی، کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! یہ تیسرا سوال ہے۔ ایسا ہے کہ انہوں نے بتا دیا کہ abandoned property کیا property ہے اور وہ لوگ جو بنگلہ دیش بننے کے بعد یہاں سے چلے گئے یا جن کو بنگالی کہہ کر ان کی جو properties وہ takeover کر دیں۔ تو ان abandoned properties کا اپنا Administrator مقرر کر دیا گیا۔ پھر Administrator کے بعد ایک بورڈ ہے۔ تو جناب! کہنا یہ تھا کہ اب آج کل آپ کے بنگلہ دیش کے ساتھ حالات درست ہو گئے ہیں۔ تو آیا کیا وہ abandoned properties وہ still abandoned رہیں گی یا جن کی ملکیت ہے ان کو دینے کے لئے آپ تیار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! یہ ایسا نہیں ہے کہ جو معزز سینیٹر صاحب نے لفظ استعمال کیا ہے۔ Takeover کی بات نہیں ہے۔ یہ situation جب دنیا کے کسی بھی ملک میں پیدا ہوتی ہے تو ظاہر ہے State جو ہوتی ہے وہ اس کے بارے میں

ایک پالیسی وضع کرتی ہےاور گورنمنٹ آف پاکستان نے بھی اس کے حوالے سے Rules and Regulations اور باقاعدہ اس department کو قائم کرکے اور ایک ضابطے کے تحت انہیں یہ اس وقت State کی ملکیت ہے۔ یہ یہاں پر کسی بھی فرد کو، ایجنسی کو یا کسی ادارے کو allot نہیں ہوئیں۔ یہ ابھی تک State کی ملکیت ہے۔

باقی ان کی جو ایک رائے ہے میں اس کا احترام کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں بالکل سوچا جا سکتا ہے۔ ان families کو trace کیا جائے جن کی یہ properties تھی اور اگر ان کے کوئی whereabouts ہیں، ان کے کوئی بنگلہ دیش میں descendants ہیں تو انہیں یہ آفر کم از کم اس حد تک تو پہلے stage میں کی جا سکتی ہے کہ جب وہ پاکستان آئیں تو آپ اپنے گھروں میں ٹھہریں۔ Later on سوچا جا سکتا ہے کہ مزید کیا کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی، کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: یہ اس Act میں create کرنی پڑے گی اور وہ پھر اس قانون اور Act میں رستہ بنانا پڑے گا۔ تو آیا اس طرح کی کوئی تجویز حکومت کے پاس ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آگیا۔ سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ سوال نمبر دو۔

(Q. No. 02)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، ضمنی سوال۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں صرف یہ چاہوں گی کہ Law Minister Sahib, میری جو ترمیم ہے۔ Abandoned Property سے متعلق جو میرا private Member Bill move ہوا ہےاور سینیٹ نے پاس کیا ہے۔ Kindly اس بل کو قومی اسمبلی سے بھی پاس کروا دیجیے کیونکہ یہ جو عوام کے پیسے ادارے اپنے پاس رکھ کر اور invest کرکے اس کا profit کماتے ہیں اس کا بوجھ اترے اور IMF سے ہم کم از کم loan لے سکیں۔

جناب چیئرمین! سوال نمبر دو کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ Software Economic Zones or Special Technology Zones یہ technology related areas ہیں۔ Technology کا کام وفاقی حکومت نے Ministry of IT and Telecommunication کو تفویض کیا گیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہوگی اور معزز وزیر صاحب سے سوال بھی یہ ہے کہ اس کو Cabinet Division کے زیر انتظام رکھنے کا کیا مقصد ہے کیونکہ زیادہ تر technology zones اگر Technology Ministry کے through آئیں گے تو ان کی بات کو سمجھنا آسان ہو جاتی ہے۔ Cabinet Division کے پاس وہ expertise بھی نہیں ہوتی ہیں کہ وہ سمجھ بھی سکیں کہ technology zones کیا چاہ رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جو سوال پوچھا گیا ہے اس میں جس authority کی بات کی گئی یہ Software Economic Zones Authority یہ Cabinet Division کے ماتحت نہیں ہے اور نہ انہوں نے اس کو اپنے ماتحت لیا ہے۔ تو technically اس کا جواب یہاں تک بنتا ہے۔ اس کے بعد اگر مزید کوئی سوال ہے تو اس کے لیے ضمنی سوال پوچھا جانا چاہیے لیکن technology zones کا ایک different question ہے اور وہ ایک نیا سوال بنتا ہے لیکن معزز سینیٹر صاحبہ نے چونکہ پوچھا ہے تو میں ان کے honour میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ جو اس طرح کی technical authorities ہیں ان کی جو administrative control ہوتا ہے وہ Cabinet کے under ہوتا ہے باقی جو ان کی technical matters ہوتے ہیں اور جو ان کی expertise ہوتی ہیں وہ پھر

most of them which are related to the IT Ministry they are under IT Ministry.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر تین، سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ۔

(Q. No. 03)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمنی سوال۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: بہت شکریہ چیئرمین صاحب! یہ جو Technology Zones ہیں یہ ادارہ پورا Cabinet کے نیچے ہے۔Ministry of IT کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔منسٹر صاحب! kindlyآپ اس کو دوبارہ دیکھ لیجئے۔

جو بات ابھی منسٹر صاحب نے کہی ہے میرے تیسرے سوال کا جواب اس کے اندر شامل ہو جاتا ہے۔ میرا سوال ان سے یہ تھا کہ PTA جو ہے وہ Cabinet کے administrative control میں ہے۔آیا کہ PTA کے حوالے سے قانون سازی کون سے ادارے کے پاس ہے؟ کیونکہ Ministry of IT اس کی line Ministry ہے۔ یہاں جواب میں لکھا ہے پیرا بی میں اس کے حوالے سے جو قانون سازی ہے اس کا کام بھی Cabinet Division کا ہے۔تو چیئرمین صاحب! یہی وہ understandingجو زبانی منسٹر صاحب نے ابھی فرمائی وہ جواب میں نہیں لکھی ہوئی ہے۔ تو اگر جو جواب لکھا ہے اس کو یا تو correct کر لیا جائے اور منسٹر صاحب نے بالکل درست بات کی کہ PTA کی ہے line Ministry, Ministry of ITہے۔ Administrative controlکا مطلب صرف اتنا ہے کہ ان کی نوکریوں کے حوالے سے اور ان کی تنخواہوں کے حوالے سے یا کوئی ایسی چھٹی کے حوالے سے بات آتی ہے تو وہ Cabinet Division دیکھ لے۔ Technical aspectsتمام کے تمام اور جو Lawہے, Pakistan Telecommunication (Re-organization) Actوہ Ministry of IT کے نیچے ہے۔ اس میں ترمیم کرنے کا اختیار بھی Ministry of IT کا ہی ہے جو کہ منسٹر صاحب بالکل درست فرما رہے ہیں لیکن Cabinet Division ہٹ دھرمی کرتے ہوئے اس قانون میں ترمیم کا اختیار بھی اگر اپنے پاس لینا چاہتے ہیں تو اسے correct کرنے کی ضرورت ہے۔تو منسٹر صاحب مجھے بتا سکتے ہیں کہ جو انہوں نے زبانی فرمایا ہے اس کو لکھ کر مجھے کب دیں گے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں معزز سینیٹر صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو معروضات میں نے ان کے سوال کے جواب میں کہیں انہوں نے اسے appreciate کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ بالکل صحیح جواب تھا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین! یہ جو PTA کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ جیساکہ پہلے میں نے کہا کہ اس کے جو administrative matters ہیں۔ میں وہ line پڑھ دیتا ہوں کہ

"PTA was formally placed under the administrative control of the Cabinet Division in the Rules of Business, 1973 vide S.R.O. 433 (1)/ 2003 dated 20th May, 2003".

نمبر 2 پر annexure ساتھ لگا ہوا ہے۔ (جاری ہے۔۔۔T03)

**T03-04Nov2025 Rafaqat Waheed/Ed: Shakeel 5:40 pm**

جناب طارق فضل چوہدری: (جاری) نمبر 2 پر annexure ساتھ لگا ہوا ہے۔ یہ سب تو administrative control کے حوالے سے ہے۔ جو technical matters ہیں، بے شک اسے Ministry of IT دیکھتی ہے لیکن بنیادی طور پر یہ جو authorities ہیں، رولز آف بزنس کے تحت چلتی ہیں اور اس کے تحت ان کے اندر اگر کسی طرح کی کوئی ترمیم کی جاتی ہے تو وہ آپ کے administrative matters کی وجہ سے کابینہ کے پاس آتی ہے۔ چونکہ دونوں محکمے حکومت کے ہیں تو میرے خیال میں اس میں نہ تو کوئی conflict of interest والی بات ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی بات ہے کہ اس میں کسی طرح سے IT یا کابینہ کو آپس میں کوئی problem ہو۔ لہٰذا، یہ authorities بہت amicably چل رہی ہیں۔ اس وقت ہماری top rated authorities کے جو results آ رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے ملک جو بہتر سے بہتر صورتحال کی طرف جا رہا ہے، وہ سب آپس میں understanding اور harmony سے چلانے کی وجہ سے ہے۔ میں تمام authorities کی بات کر رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی اور ضمنی سوال؟

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جناب! وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ محکموں کو harmony کے تحت چلایا جا رہا ہے، بالکل ایسا ہی ہوگا لیکن وفاقی حکومت کی جو اسکیم ہے، اس میں Ministry of IT is the custodian of the Pakistan Telecom Reorganization Act. اس میں ترمیم کا اختیار بھی Ministry of IT کے پاس ہی ہے۔ اب اگر کابینہ ڈویژن صرف انتظامی کنٹرول

کے باعث قانون کی ترمیم کرنا شروع کر دیں گے تو پھر آپ کو رولز آف بزنس کو amend کرنے پڑے گا۔ یہ discrepancy کافی تکلیف پہنچا رہی ہے کیونکہ ابھی چیئرمین، پی۔ٹی۔اے اور ان کی ٹیم کی تنخواہیں بڑھانے کے حوالے سے ایک ترمیم آ رہی تھی۔ اس پر کافی بحث مباحثہ کرنے کے بعد یہ agree ہوا کہ Ministry of IT ہی Telecom Reorg Act کی custodian ہے اور اس میں ترمیم بھی وہی کریں گے لیکن کابینہ ڈویژن ابھی تک اس بات کو سمجھنے کو تیار نہیں ہے۔ لہٰذا، یہ harmony صرف زبانی حد تک ہے، کتابوں کی حد تک نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر اعظم سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! انوشہ رحمان صاحبہ کی observation بالکل درست ہے۔ 2003 کے اندر جب رولز آف بزنس بن رہے تھے تو میں اس کمیٹی کا رکن تھا۔ اس میں جو بنیادی طور پر جو ہم نے discuss کیا، وہ یہ تھا کہ یہ ایک autonomous ادارہ ہوگا جس طرح business venture ہوتے ہیں، اس طریقے سے اس کو promote کیا جائے گا۔ جس طریقے سے آپ دیکھیں کہ الیکشن کمیشن کو ہم نے autonomous بنایا لیکن پارلیمانی امور اس کے دوسرے aspects کو دیکھتا ہے۔ اس کی کسی چیز میں مداخلت نہیں کرتا بلکہ last time جب میں پارلیمانی امور کا وزیر تھا تو ہم نے باقاعدہ طور پر finance کے معاملے میں بھی ان کو autonomous کیا۔ لہٰذا، گزارش یہ ہے کہ ان کی observation بالکل درست ہے۔ میرے خیال میں اس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جناب۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری: جناب! میں نے تو آپ کو administrative and technical matters کے حوالے سے اس وقت رولز آف بزنس کے تحت جو صورتحال ہے، اسے honourable House کے گوش گزار کیا ہے۔ باقی اگر رولز آف بزنس میں کسی نے کوئی ترمیم تجویز کرنی ہے تو اس معاملے کو ہاؤس میں لے کر آئیں، پھر اس پر debate کریں گے، اسے discuss کریں گے، اگر کوئی چیز ان اداروں کی بہتری کے لیے ہوئی تو اسے ضرور incorporate کریں گے۔ فی الحال جو معاملات چل رہے ہیں، وہ باقاعدہ ایک طے شدہ رولز آف بزنس کے تحت چل رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔

سینیٹر سید وقار مہدی: چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب سے میں صرف یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ یہاں جواب میں لکھا ہے کہ چونکہ رولزآف بزنس، 1973 کے تحت پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن تنظیم نوایکٹ، 1996 کو کسی وزارت یاڈویژن کے سپرد نہیں کیاگیا۔اس لیے مذکورہ ایکٹ کے تحت قائم دونوں اداروں کا کنٹرل کابینہ ڈویژن کے پاس ہے۔ یہاں ایک Annexure-I لگا ہوا ہے۔اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ 15 اکتوبر، 2002 کو جاری ہوا۔ The competent authority has been pleased to transfer the administrative control of Pakistan Telecommunication Authority from the Ministry of Science & Technology to the Cabinet Division with immediate effect. للذا، اس کا انتظام کسی کے پاس تو تھاجو یہ کابینہ ڈویژن کے پاس آیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری: جناب! ظاہر ہے رولزآف بزنس میں with the passage of time ترامیم ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے ساتھ authorities اور ان کا کنٹرول مختلف وزارتوں اور اداروں کو دیا جاتا ہے لیکن اس وقت جو prevalent Rules of Business ہیں، اس کے تحت یہ ادارے کابینہ ڈویژن کے پاس ہیں جو کہ براہ راست ظاہر ہے وزیر اعظم کو جواب دہ ہوتی ہے۔ ان تمام authorities کی administration یا پھر administrative control کابینہ ڈویژن دیکھتا ہے۔

(Q. No.4)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب! میرا سوال یہ تھا کہ گزشتہ چار سالوں کے دوران BS-19 تا BS-22 کے ریٹائرڈ افسران کی تعداد کتنی ہے لیکن اس میں کوئی تعداد نہیں دی گئی ہے۔ تعداد پوچھی جاتی ہے کہ downsizing and rightsizing مزدوروں کی تو کردی جاتی ہے اور اس کی figure بھی بتادی جاتی ہے لیکن اس سوال کے ذریعے میں 19 سے 22 تک کے افسران کی تعداد جو گزشتہ چار سالوں میں ریٹائر

ہوئے ہیں، ان کی تعداد کیا ہے لیکن جواب میں کوئی تعداد نہیں دی گئی ہے۔ نہ ان کی تنخواہ ہے، نہ ان کی extension کی کوئی بنیاد یا وجہ بتائی گئی ہے۔ اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ان افسران جن کو چار سالہ مدت مکمل ہونے پر دوبارہ توسیع دی گئی، ان کی نام وار تفصیلات نیز اس توسیع کی وجوہات کیا ہیں۔ پہلے حصے کا تو جواب مکمل نہیں ہے۔ دوسرے حصے کا جواب کس طرح دیتے ہیں، وہ بتادیں یا پہلے حصے کا جواب بھی مکمل کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری: چیئرمین صاحب! سینیٹر صاحب نے سوال پوچھا ہے، چونکہ انہوں نے کہا کہ جواب نہیں دیا گیا تو مجھے مجبوراً وہ سوال پڑھنا پڑ رہا ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا کہ:

> The total number of retired officers of BS-19 to BS-22 appointed on extension basis along-with names, designation and salary-wise break-up during last four years.

اس کے جواب میں صرف دو ایسے افسران ہیں جو کہ BS-19 سے BS-22 میں ہیں جن کو پچھلے چار سالوں کے دوران extension دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام عبدالحکیم ہے جبکہ دوسرے کا نام ڈاکٹر سید شیریں گل ہے۔ سیریل نمبر ایک کے افسر کو 2021 میں ایک سال کی extension دی گئی تھی جو کہ ختم ہو چکی ہے۔ دوسرے افسر کو 2023 میں دو سال کے لیے extension دی گئی۔ وہ مدت بھی ختم ہو چکی ہے۔ اس کے بعد further ان کی extension میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ سوال کے part (b) میں انہوں نے پوچھا ہے:

> Name wise details of the officers who were granted another extension after completion of their four years term and reasons thereof?

اس میں کوئی ایک افسر بھی ایسا نہیں ہے جس کی extension میں اضافہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا، نہ extension ہوئی ہے اور نہ اس کی آگے کوئی وجوہات ہیں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب! انہوں نے سوال کو انگریزی میں پڑھا ہے۔ میرے سوال کو اردو میں صرف غور سے سن لیں۔ پہلے میرا سوال سن لیں، اس کے بعد پھر آپ انگلش میں جواب دے دیجیے گا، میں سن لوں گا۔ میں مزدور طبقے سے تعلق رکھتا ہوں، اسی لیے میرا یہ سوال ضروری ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ گزشتہ چار سالوں کے دوران BS-19 تا 22 کے ریٹائرڈ افسران کی تعداد بتائیں۔ آپ نے کہا اس میں تعداد دی ہے۔ انگریزی میں لکھی ہوگی۔ آپ کو پتا ہے مزدور طبقہ انگریزی نہیں پڑھ سکتا۔ میں نے اردو میں اسی لیے پوچھا ہے۔ نیز ان کے نام، عہدے اور تنخواہ کی تفصیلات جنہیں extension کی بنیاد پر تعینات کیا گیا۔ یہ میرا simple سا سوال تھا۔ نہ تعداد بتاتے ہیں اور نہ کچھ بتاتے ہیں، بس جواب مکمل ہے، جی ہاں کہہ دیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری: جناب! اس کا اردو میں جواب یہ ہے کہ اس سوال کے لیے میرے خیال میں کوئی اردو اور انگریزی کے پروفیسر بلا لیتے ہیں، دونوں کو بٹھا کر اس کا مفہوم ایوان کے سامنے رکھیں۔ سوال یہ ہے کہ پچھلے چار سالوں میں کون سے ایسے ریٹائرڈ افسران ہیں جنہیں دوبارہ extension دے کر، BS-19 سے BS-22 پر تعینات کیا گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب طارق فضل چوہدری: اس سوال کے دو الگ الگ حصے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں۔ یہ کوئی پردے والی بات نہیں ہے۔ یا تو آپ اس سوال کو para-wise divide کریں۔ جناب چیخنے سے بات نہیں بنے گی۔ یا تو clarity کے لیے اس سوال کو دو حصوں میں divide کریں کہ چار سالوں میں کتنے افسران ریٹائر ہوئے ہیں، یہ part (1) ہے۔ اس کا part (2) یہ ہے کہ ان افسران میں سے کتنے افسران کو extension دی گئی ہے۔ آپ سوال کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ ایک ہی line میں آپ پوچھ رہے ہیں کہ چار سال میں ریٹائر ہونے والے افسران میں سے extension کن کو دی گئی ہے۔ وہ دو افسران ہیں جن کا نام دے دیا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر انہیں چار سالوں کی لسٹ چاہیے تو ہم وہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ ایک اور سوال اور جمع کروا دیں، تمام لسٹ دے دیں گے، ان کی مراعات بھی دے دیں گے، ان کی تنخواہ کی تفصیل بھی دے دیں گے۔ یہ تو open document for public ہوتا ہے، اس میں کوئی secret بات تو نہیں ہے کہ حکومت

چھپا کر رکھے گی۔ میرے خیال میں سمجھنے میں کوئی غلطی ہو رہی ہے۔ ہم clarity کے لیے معزز سینیٹر صاحب کو وہ لسٹ دے دیں گے۔ اگر سوال نہیں پوچھنا چاہتے تو میں ان کو in person وہ لسٹ دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر بلال صاحب! ضمنی سوال پوچھ لیں۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ (جاری۔۔۔۔۔T04)

T04-4Nov2025 Abdul Razique/Ed: Mubashir 05:50 p.m.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر بلال احمد خان۔ آپ کا supplementary سوال کیا ہے؟

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سینیٹر مسرور احسن صاحب کے سوال کو آگے لے جاتے ہوئے honorable Minister سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کا سوال یہ ہے کہ پچھلے چار سالوں میں 19 گریڈ اور 20 گریڈ تک کے جتنے officers retired ہوئے ہیں، ان کی تعداد بتائیں۔ میرا سوال اس میں add کر دیں کہ یہ تعداد آپ 19, 20, 21 and 22 grade officers کی الگ، الگ کر کے بتائیں۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں یہ بھی بتائیں کہ Federal, province wise میں 19 سے لے کر 22 grade تک کتنے officers اس وقت موجود ہیں۔ جو ان کا کوٹا ہے یعنی بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخوا اور پنجاب کا، کیا وہ پورا ہے اور اگر پورا نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں کہ یہ پورا کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب! گزارش یہ ہے کہ جب بھرتیاں ہوتی ہیں تو اس وقت بالکل تمام صوبوں کا quota system follow کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ اس سوال سے متعلق تو نہیں ہے لیکن نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں مختلف سوالات آتے رہتے ہیں تو میں اس معاملے میں بالکل sure ہوں کہ quota system follow کیا جاتا ہے اور آبادی کے لحاظ سے جو چھوٹے صوبے ہیں، ان کے quota کی ابھی تک کوئی violation نہیں ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ quota system بھرتیوں کے لیے تو follow ہوتا

ہے لیکن retirement کے لیے نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کی عمر 60 سال کی ہوگی، اس نے گھر جانا ہے چاہے اس کا تعلق کسی بھی صوبے سے ہو لہٰذا گھر جاتے ہوئے آپ quota system follow نہیں کر سکتے۔ تیسری بات یہ کہ میں دوبارہ عرض کردوں کہ اگر یہ list چاہیے تو ہم آپ کو بالکل یہ provide کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ کوئی fresh question دے دیں اور اگر دینا نہیں چاہتے تو جناب آپ کوئی direction دے دیں، میں ایوان کے سامنے ساری چیزیں details کے ساتھ share کر دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر بلال احمد خان صاحب، آپ کوئی fresh question دے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر بلال احمد خان: جناب! اب جب بلوچستان کا بندہ اپنے quota پر آ ہی نہیں رہا جبکہ بلوچستان کا share 5 per cent ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ بلوچستان کا 5 per cent پورا ہو رہا ہے یا نہیں اور کیا آپ یہ figures میں بتا سکتے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب، یہ 100 فیصد follow ہو رہا ہے۔ میں نے آپ کو عرض کیا کہ چونکہ یہ سوال دونوں Houses میں ایک سے زیادہ مرتبہ پوچھا گیا ہے اور میں نے اس کا تفصیلی جواب بھی دیا ہے۔ ہم وہ اعداد و شمار بھی دے سکتے ہیں۔ سینیٹر بلال صاحب کو details بھی بتائی گئی ہیں۔ بلوچستان، خیبر پختونخوا، اور سندھ کا quota سو فیصد follow ہوتا ہے اور ان کی کوئی سیٹ دوسرا صوبہ نہیں لے سکتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر بلال صاحب، آپ fresh question دے دیں۔ سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا، سب کا data آپ کو پورا مل جائے گا۔ جی سینیٹر سیف اللہ ابڑو۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! چونکہ میرے mic کی light جل رہی تھی تو آپ پہلے مجھے موقع دے دیتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل آپ کو موقع دیں گے۔ باقی ساتھی بھی تھے۔میں نے یہ آخری ضمنی سوال آپ کے لیے رکھا ہوا تھا کیونکہ مجھے پتا تھا کہ آپ پھر اشارہ کریں گے لہٰذااس سے پہلے میں انہیں یہ موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب، ہمیں تو بڑی خوشی ہے کہ آج آپ بیٹھے ہیں ورنہ ہم تو آج کسی اور mood سے آئے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اللہ آپ کو عزت دیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: ہم جب 1986 میں engineering پڑھ رہے تھے تواس وقت سینیٹر مسرور احسن صاحب پیپلز پارٹی کے لیڈر تھے۔ابھی ایک senior leader کے question پر سوال اٹھانا کہ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اپنے سوال پر آئیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں اسی طرف آرہا ہوں۔ سینیٹر بلال احمد خان نے ابھی دس منٹ بات کی۔ سب ہمارے ساتھ ایسا کرتے ہیں، آپ نہ کریں۔ بات یہ کہ ان کے question پر یہ سوال اٹھانا کہ اس کی language صحیح نہیں ہے مطلب اب کراچی کے سینیٹر کو یہ بتایا جائے گا کہ آپ کی[1] [***] نہیں ہے تو میرے خیال میں یہ تعجب کی بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ الفاظ expunge کردیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: ڈاکٹر طارق فضل صاحب ہمارے بھائی ہیں اوران کے لیے بہت عزت ہے۔ وہ ہر question کا کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ ایسے نہیں ہوتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایسی کیا وجوہات تھیں کہ یہ جو دو officers ہیں جن میں پہلے کو ایک سال اور دوسرے کو 2023 میں دوسال کی extension دی گئی۔ کیاان کے جانے سے department بند ہورہا تھا یا چل نہیں رہا تھا یا ان کی کیا expertise تھی کہ ان کو extension دی گئی۔ اس کے بعد اب جب انہوں نے وہ requirement and duties fulfill کیں تواب ان کا کیا status ہے۔ کیا ابھی بھی ان کی خدمات لے جارہی ہیں یا وہ چلے گئے ہیں لیکن میرے خیال میں شاہ صاحب کے سوال پر سوال اٹھانا قیامت کی نشانی ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہی شاہ صاحب کل آپ کو ووٹ دیں گے اور پہلے بھی دیتے رہے ہیں، شکریہ۔

---

[1] Words expunged as ordered by the Presiding Officer.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: سینیٹر ابڑو صاحب اور ہر Honorable Senator کے لیے جو ایوان میں either on the right side or the left side بیٹھے ہیں، سب کے لیے احترام ہے۔ میری ان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ سوال ضرور کریں لیکن ہمیں آپس میں لڑانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ آپ سے زیادہ دوسری اور serious کوششیں ہوچکی ہیں کہ ہم آپس میں لڑیں لیکن ہم ابھی تک نہیں لڑے۔ میں اپنے اتحادیوں کی بات کر رہا ہوں اور نہ آئندہ ہم لڑیں گے۔انشاءاللہ یہ اتحاد بھی قائم رہے گا اور اپنی مدت بھی پوری کرے گا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈرشپ اوراس کے معزز ممبران کے لیے چاہے وہ سینیٹ میں ہوں یا قومی اسمبلی میں، ہماری لیڈرشپ کی طرف سے بہت عزت اور احترام ہے۔ ہم بالکل ایک ٹیم کی طرح کام کر رہے ہیں، ملک کی خدمت کر رہے ہیں اور کرتے بھی رہیں گے انشاءاللہ۔ میں نے یہ اس لیے کہا کہ اس میں کوئی grammatical mistake ہوسکتی ہے یا میں اس پر ہی آجاتا ہوں کہ ہم ہی غلط سمجھ سکتے ہیں لیکن چونکہ سوال ایک ہی bracket میں پوچھا گیا ہے کہ retire ہونے والوں میں سے کتنے لوگوں کو لگایا گیا ہے تو شاید اس وجہ سے misunderstanding ہے۔ میں نے کہا کہ میں وہ ساری تفصیل دے دوں گا، انشاءاللہ۔ دوسری بات یہ کہ جب بھی کسی retired officer کو اسی ڈیپارٹمنٹ یا کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں کوئی extension دی جاتی ہے یا re-hire کیا جاتا ہے تو ظاہر ہے اس کی کوئی ایسی expertise ہوتی ہے immediately ان technical grounds پر اس caliber کا یا اتنا expert بندہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اسے لیا جاتا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ چار سالوں میں صرف دو آفیسر ہیں جنہیں extension دی گئی ہے۔ سینیٹر صاحب کے سوال کا جو دوسرا part ہے کہ کیا اب بھی وہ کام جاری رکھے ہوئے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو پہلے افسر تھے، ان کو 2021 میں ایک extension دی گئی اور وہ ایک سال کے لیے تھی۔ اس کے بعد وہ retire ہو کر گھر چلے گئے۔ جو دوسرے افسر تھے، انہیں 2023 میں extension دی گئی اور وہ دو سال کے لیے تھی۔ وہ بھی retire ہو کر گھر چلے گئے ہیں اور اس وقت وہ in-service نہیں ہیں تو ایسے مخصوص حالات میں کچھ مخصوص فیصلے کیے جاتے ہیں ورنہ یہ routine habit نہیں ہے۔ Government اور خاص طور پر Prime Minister کی اس وقت جو policies ہیں، وہ extensions پر یقین نہیں رکھتے

ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ نئے لوگ، نیا خون اور young blood, system کے اندر آئے اور بہتر انداز سے ملک کی خدمت کر سکیں تو ان چار سالوں میں صرف یہ دو cases تھے، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب، میں ابھی پڑھ رہی تھی جو سینیٹر مسرور احسن صاحب نے اپنے سوال میں پوچھا ہے۔ جو اردو میں لکھا ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ گزشتہ چار سالوں کے دوران BS-19 تا BS-22 تک کے ریٹائرڈ افسران کی تعداد، نیز ان کے نام، عہدہ اور تنخواہ کی تفصیلات کیا ہیں جنہیں ایکسٹینشن کی بنیاد پر تعینات کیا گیا اور انگریزی میں اس کو دوسرے انداز میں لکھ دیا ہے so there is a discrepancy. میں نے پہلے بھی یہ نوٹ کیا تھا کہ جب کبھی بھی ہم سوالات کرتے ہیں، جب ان کو اردو سے انگلش میں translate کرتے ہیں تو اس کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ سینیٹ سیکرٹیریٹ کے لیے میرا یہ سوال ہے کہ kindly you should look into this matter. These are very sensitive issues. جو پوچھا جاتا ہے،اسے انگریزی میں مختلف انداز میں ڈالا گیا ہے اور اس کا مفہوم بدلا گیا ہے، اس لیے یہ سوال دوبارہ پوچھا جانا چاہیے۔ اس طرح کی جو کوتائیاں ہوتی ہیں، please you should look into this. Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: میں honourable Senator کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جس انداز سے اس question کے بارے میں وضاحت کی ہے۔ میرے خیال میں اس میں مزید clarity آ گئی ہے۔ انہوں نے یہ clarity بھی دی ہے کہ ایک طرح سے misunderstanding ہے جو Urdu سے English میں translation کی وقت ہوئی ہے۔ اسے درست کیا جائے گا and I assure کہ ابھی translation کی وجہ سے جو mis-understanding پیدا ہوئی ہے، ان شاء اللہ آئندہ یہ نہیں ہو گی۔ میں ذاتی طور پر سیکرٹری سینیٹ کے پاس بھی جاؤں گا۔ ہم اسے آگے بہتر سے بہتر انداز میں لے کر چلیں گے، ان شاء اللہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگلا سوال نمبر 5۔ جی سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن۔

سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن: شکریہ، جناب۔ سوال نمبر 5۔

(Q.No.5)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن: جواب میں اسلام آباد کلب کے expenditure کا دیا گیا ہے۔اس پر سال 2023-24 میں 2ارب 28 کروڑ روپے جبکہ سال 2024-25 میں 2ارب 40 کروڑ لاگت آئی ہے۔ پہلی بات یہ کہ اس میں اتنا بڑا increase کیوں آیا ہے؟ ہمیں یہ بھی بتائیں کہ انہوں نے membership fee کتنی رکھی ہے اور in terms of amount, Government اسے کتنی subsidy دے رہی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: گزارش یہ ہے کہ اسلام آباد کلب کی سال 2023-24 میں expenditure کے حوالے سے جو figures دی گئی ہیں، وہ دو طرح کی ہیں۔ ایک employee related ہے یعنی وہاں کام کرنے والے افسران اور دیگر ملازمین ہیں اور ان کی تنخواہیں ہیں۔ باقی جو expenses ہیں یعنی maintenance, food, sports facilities, وہ 1ارب 25 کروڑ ہیں۔ اسی طرح سال 2024-25 میں۔۔۔ (جاری T05)

T05-04Nov2025 Babar/Ed:Khalid 6:00 pm

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: (جاری) وہ بھی ایک ارب پچیس کروڑ ہیں اور اسی طرح 2024 اور 2025 میں employees کی تنخواہیں ایک ارب 12 کروڑ ہے اور ایک ارب اور 28 کروڑ یہ اخراجات ہیں جو تنخواہوں کے علاوہ Club کے آتے ہیں۔ اس میں، میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ جو standard Islamabad Club میں اس وقت sports facilities کی مدد میں اور دیگر سہولیات جو ان کا restaurants ہیں یا اور facilities وہاں پر members کے لیے ہیں، یہ بہت معمولی اضافہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ قیمتوں میں دیکھیں کہ کس تیزی کے ساتھ اضافہ ہو چکا ہے۔ باقی جو اس کی membership کا کیا طریقہ کار ہے، کیا اس کی fees ہے، اس کے لئے

میری Senatorصاحب سے گزارش ہے کہ ایک fresh questionدینا پڑے گا۔ چونکہ یہ technical matterہے related to the accounts، اس کے لئے میں جواب technical departmentسے لے کر ان شاءاللہ ایوان کو updateکردوں گا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Minister Sahib! is there any supplementary question? Yes Senator Saifullah Abro sahib.

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میرا Ministerصاحب سے یہ سوال ہے کہ کتنے employeesہیں جو سال میں round about 1 billion salariesجاتی ہیں تو یہ کتنے employeesہوں گے؟ جو 1 billion لیتے ہیں یہ 2023-24 میں 959 million ہیں اور 2024-25 میں 1 billion 54 million ہیں 1 round about average 1 billionبنتا ہے ۔ اس کے بعد نمبر دو یہ اب جو detailمیں آجائیں کہ non-employee expenditureآپ کا ہے، یہ fuelکی مد میں 2023-24 میں 41 millionہیں اور 2024-25 میں 55 million ہیں۔ تو یہ ہماری جو اسلام آباد Clubہے یہ تو چھوٹی سی ایریا ہے، اس میں یہ 6,6 کروڑ کا 5,5 کروڑ کا fuelکس پر expenditureآتا ہے؟ یہ کون سی گاڑیاں ہیں؟ ان کا تو کام ہی جو Club area ہے اس میں ہے۔ آپ آجائیں purchase of tennis ball، tennis ballsپر، دو سالوں میں 27 لاکھ کے purchaseکئے گئے ہیں۔ یہ جو بھی membersہیں جو بھی پیسہ لگا ہے تو پیسہ ہے public of Pakistan کا ۔ 27 لاکھ کے tennis balls! تو کوئی یہاں mechanismہے کہ ان کی کوئی audit بھی ہونی چاہیے؟ 27 لاکھ کے tennis ballsپر تو مطلب ذہن ہی کام نہیں کرتا اس پر۔ اب یہ آجائیں guest and entertainmentیہ کس مد میں ہیں کہ 2023-24 میں 3.8 millionاور 2024-25 میں 1 millionتو وہاں جو بندہ جاتا ہے وہ تو اپنے اخراجات سے اپنا بل payکرتا ہے، جو بھی اس کا بل ہوتا ہے۔ تو یہ کون سے guestsآتے ہیں جن پر یہ 4,5 million خرچ کیے گئے؟ tennis ballsپر 27 لاکھ خرچ کیے گئے، fuelپر جو ہے دونوں سالوں میں کوئی 100 millionسے زیادہ۔ یہ کون سا ایسا کام کرتے ہیں؟ وہ باہر جاتے ہیں اسلام آباد Clubسے کہیں اور؟ ان کی dutiesہیں جو ہونی نہیں چاہئیں۔ اس کا جواب چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی Ministerصاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب سب سے پہلے تو میری گزارش یہ ہے کہ زیادہ تر ان اداروں کو accountableکیا جاتا ہے چاہے وہ یہ ایوان بالا ہے، National Assemblyہے، ہماری Public Accounts Committee ہے یا دیگر جو بھی ادارے ہیں جنہیں government fundسے کوئی budgetدیا جاتا ہے، کوئی subsidyدی جاتی ہے یا کوئی اور ادارہ انہیں جو ہے وہ پیسہ اس میں injectکر رہا ہوتا ہے Islamabad Clubایک روپیہ بھی Government of Pakistanسے نہیں لے رہا۔ سب سے پہلی بات یہ clarityہونی چاہیے کہ یہ self-sufficientادارہ ہے۔ Governmentسے کوئی subsidyنہیں لے رہا، budgetمیں اس کے لیے کوئی پیسہ نہیں رکھا جارہا۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ یہ کہیں کہ over and aboveایک oversight ہے جو کہ Governmentکے ایک officer grade 22 کے administratorاُس کو look afterکر رہے ہوتے ہیں Oversightکے لیے ورنہ اسکا ایک administrative boardہے جس کے تحت وہ چلایا جاتا ہے اور وہ خود ہی اپنے اخراجات پورے کرتے ہیں۔ یہ تو پہلی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسلام آباد کلب میں جو ان کی gardeningہے، جو ان کے lawnsہیں، ان کی maintenance ہے، tractorsچلائے جاتے ہیں، جو آپ کی polo groundہے اس کی اپنی facilitiesہیں۔ اس کے لیے ہر وقت آپ وہاں پر دیکھیں تو machineryآپ کو حرکت میں نظر آئے گی۔ میں زیادہ detailمیں نہیں جاؤں گا، وہ ظاہر ہے سارا petrolاور diesel اسی میں جاتا ہے۔اس کے علاوہ جو tennis ballکی انہوں نے بات کی ہے، تفصیلات تو ظاہر ہے میں اس وقت نہیں رکھتا، لیکن میرے پاس جو amountہے اس میں چودہ لاکھ ہیں، ستائیس لاکھ نہیں ہیں۔ جو میرے پاس اس وقت paperہے، پتا نہیں میں سال کی ساری بات کر رہا ہوں۔ تو اگر کوئی مزید اس سلسلے میں کوئی detailچاہیے جیسے وہ کہہ رہے ہیں کہ employeesکتنے ہیں؟ اور ان کی تمام categories تو وہ details بھی آجائیں گی، ہم دے دیں گے۔ لیکن again I would say that Government of Pakistanاس کو کسی دور میں کبھی پیسہ نہیں دیتا۔ یہ اپنے fundsخود generateکرتے ہیں اور اپنا کام کرتے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Minister Sahib! yes Senator Danesh Kumar sahib.

سینیٹر دنیش کمار: بہت شکریہ ! Minister صاحب، آپ کی بات پر مجھے ہنسی آ رہی ہے کہ وہ خود generate کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا کوئی بھی حساب کتاب نہیں ہوگا؟ یہ آپ کی Cabinet Division کے under ہے۔ ایسے بہت سی SOEs ہیں جو خود ہی کرتی ہیں، مگر اس کا احتساب ہوتا ہے یہ آپکے knowledge میں ہونا چاہیئے کہ ان کا احتساب ہوتا ہے لیکن یہاں پر مجھے حیرانگی ہو رہی ہے ٹھیک ہے آپ نے جو فرمایا یہ پیسے اخراجات پر لگتے ہیں مگر ادھر ہے! bank charges، bank charges لکھا ہوا ہے ایک کروڑ 20 لاکھ اور ایک کروڑ 30 لاکھ یہ کس چیز کی bank charges ہیں اگر ان کے اپنے پیسے ہیں اس لحاظ سے تو ان کو profit ملنا چاہیے کہ اگر اپنے پیسے بینک میں جمع کرا رہے ہیں۔ یہ ایک کروڑ 30 لاکھ bank charges کس چیز کے ہیں جناب اس کا جواب مجھے بتا دیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو supplementary question آ گئی ہے Danish صاحب کی، اس کے بعد پھر اس کو جواب دینے دیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب اس کا مختصر جواب ہے۔ جو چیزیں میں کہہ چکا ہوں میں repeat تو نہیں کروں گا۔ میں نے اپنے جواب میں قطعی طور پر یہ نہیں کہا کہ اس ادارے کا نہ audit ہو سکتا ہے نہ اسے کوئی پوچھ سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ سوالات ادارے کے حوالے سے ایوان میں بھی ہم دیتے ہیں اور Public Accounts Committee میں بھی دیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ میں نے یہ کہا ہے کہ اس کے اوپر Government کا پیسہ کھانے کا کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ میری مراد یہ ہے کہ یہ ان کے اپنے indigenous resources ہیں جن سے وہ پیسے پیدا کرتے ہیں۔ باقی grade-22 کے serving officer ان کے administrator ہوتے ہیں۔ وہ اسی لیے ہوتے ہیں کہ دیکھا جائے کہ یہاں پر کسی طرح کی کوئی discrepancy نہ ہو، کوئی خورد برد نہ ہو، کسی طرح کی کوئی چوری نہ ہو transparency ہو۔ اور اگر ان اخراجات کے حوالے سے کوئی details مزید چاہیے تو مجھے آپ کو ایک نیا سوال دینا پڑے گا، میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو ایک ایک چیز کی breakdown دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے! سینیٹر پرویز رشید صاحب۔ جناب، رانا صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ Chairman صاحب۔ میں اپنے بھائی اور پیارے دوست اور وزیر صاحب کو صرف ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نہ کہیں کہ حکومت پاکستان نے ایک پیسہ بھی اسلام آباد Club پر خرچ نہیں کیا۔ جناب والا، جو زمین ان کے پاس ہے، یہ اربوں نہیں کھربوں روپے کی زمین ہے جو ان کو دی گئی ہے۔ اور پھر ان کو ایک Club بنانے کی اجازت دی گئی جو کہ monopoly تھی اسلام آباد میں اتنی بڑی زمین دے کے کسی کو یہ سہولت دے دی گئی کہ آپ اس پہ Club بنالیں، اور یہ جو کھربوں روپے کی زمین دی گئی جناب والا، وہ پاکستان کے عوام کی ملکیت ہے۔ لہٰذا یہ پورا حق پہنچتا ہے کہ ہم ان کا account جو ہے اس کو دیکھیں، ان کے احتساب کے بارے میں گفتگو کریں۔ یہ کہنا کہ انہوں نے ہم سے ایک پیسہ نہیں لیا۔ یہ سب کچھ وہ خود اللہ تعالیٰ سے ساتھ لے کے آئے تھے جب اس دنیا میں انہوں نے جنم لیا تھا، اور اب ان کو کلی اختیار حاصل ہے کہ وہ جیسے مرضی اس Club کو اچھا کریں، برا کریں، کسی کو گھسنے دیں یا نہ گھسنے دیں، کسی کو سہولت دیں یا نہ دیں۔ ان سب چیزوں میں وہ مختارِ کل ہیں۔ تو جنابِ والا، یہ حقائق سے منافی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: معذرت چاہتا ہوں اگر بعض الفاظ ایسے ہیں جو میرے منہ میں ڈالے جا رہے ہیں جو میں نے کہے نہیں ہیں۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ان کا احتساب نہیں ہو سکتا، میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ انہیں پوچھا نہیں جا سکتا، میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ان کی accountability نہیں ہو سکتی، میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ زمین انہوں نے خریدی ہے۔ اس وقت جناب جو بات ہو رہی ہے وہ صرف یہ ہو رہی ہے کہ یہ جو expenses ہیں، سوال یہ پوچھا گیا ہے، میں تو ظاہر ہے اسی حد تک جواب دے رہا ہوں۔ میں نہ اس کا administrator ہوں کہ میں اس کی tennis balls بھی گن کر رکھوں کہ کتنی tennis balls آئیں ہیں اور وہ کہاں سے خریدی گئی ہیں۔ اسی لیے جتنے honourable Senators نے آگے تفصیلات پوچھی ہیں، میں نے کہا کہ وہ میں دے سکتا ہوں لیکن اس کے لیے ایک نیا question دینا پڑے گا۔ بالکل honourable Senator صاحب کی جو میرے بزرگ بھی ہیں، استاد بھی ہیں، انہوں نے جو بات کی ہے کہ زمین Government of Pakistan نے دی ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ آج جو صرف زیرِ بحث بات ہو رہی ہے وہ ان کے ان اخراجات

کی ہو رہی ہے کہ یہ کہاں سے incur ہو رہے ہیں اور کتنے ان کی dispensation ہیں۔تو صرف اسی حد تک میرے جواب کو محدود سمجھا جائے۔ باقی اگر کسی جگہ کی اوپر انہیں پچھلے اگر ادوار میں انہیں جو Government کی طرف سے یا State کی طرف سے جو facilitation دی گئی ہے، وہ اس سے تو کوئی انکار نہیں ہے۔ظاہر ہے وہ اس قابل تو نہیں ہیں کہ وہ اپنی زمین خود خریدتے۔ یہ بالکل ٹھیک بات ہے، میں اسے admit کرتا ہوں، لیکن اس وقت current ان کے expenses کی صورت حال میں نے آپکے سامنے رکھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: Islamabad Club کے اندر اگر ہم جاتے ہیں کمرہ لیتے ہیں تو ہمیں 22 ہزار روپے pay کرنا ہوتا ہے اور اگر وہاں مہمان آجائے تو اس کو 32 ہزار روپے pay کرنا پڑتا ہے اور اس طرح food کا بھی یہی حالت ہے۔۔۔ (جاری T06)

T06-04Nov2025 Taj/Ed. Shakeel 06:10 p.m.

سینیٹر ہدایت اللہ خان: (جاری۔۔۔) اسی طرح food کی بھی یہی حالت ہے۔جس طرح محترم پرویز رشید صاحب نے کہا ہے کہ اربوں، کھربوں روپے کی زمین ہے، سہولیات ہیں، سب کچھ ہے۔پھر تو کمائی بھی بہت ہے،اس کا بھی حساب ہونا چاہیے کہ یہ کماتا کتنا ہے؟ اور کمروں کے حساب سے جو کمائی آجاتی ہے وہ کس کو ملتا ہے؟ میرے خیال میں وزیر صاحب کو properly پتا نہیں ہے،کلب کی management کو بلائیں،ان سے پوچھا جائے تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جو سینیٹر صاحب بات کر رہے ہیں، یہ اس حد تک ٹھیک ہے کہ جو facility آپ اپنے لیے استعمال کریں گے اس کے charges کچھ اور ہیں اور وہی facility جو guests کے لیے ہے ان کے لیے ایک معمولی سی percentage ہے،اس میں increase ہوتا ہے۔آپ اس کو guest charges کہہ سکتے ہیں۔باقی اس کی جتنی nitty-gritties ہیں وہ جو جو department ہے، main club ہے، اس کے ساتھ Variety School ہے، polo grounds ہیں، جو جو details آپ کو چاہییں وہ اس ایوان کے سامنے بالکل transparency کے ساتھ رکھی جائیں گی، کوئی چیز نہ مخفی رکھنے والی ہے اور نہ اس میں کوئی ایسا point ہے جس سے اسلام آباد کلب کی انتظامیہ، Administrator یا کابینہ ڈویژن اس کو چھپانا چاہتا ہے یا رکھنا چاہتا ہے لیکن جناب!

Having said میں اس کو close اس طرح کروں گا کہ ہر سوال کے جواب میں آپ نے دیکھا ہے کہ وہ کسی بھی محکمہ سے متعلق ہو، محکمہ اتنی ہی information دیتا ہے جتنی سوال میں پوچھی جاتی ہے ورنہ ایک سوال پر کسی محکمے پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے اور وہ میرے خیال میں اس ایوان کا مدعا بھی نہیں ہوتا۔ ایک concerned section, concerned information مانگی جاتی ہے اور to the point دی جاتی ہے۔ ان شاءاللہ اس کے بارے میں آپ کو مزید جو جو details چاہیے میں دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، وزیر صاحب۔ حقیقت میں فیصل سلیم صاحب کا بڑا زبردست سوال تھا۔ اس سے related اگر اور بہتر سوال آجائیں تو وہ زیادہ بہتر ہوگا، fresh question بھی آجائے تو وہ زیادہ بہت ہوگا۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! اس پر تقریباً چار ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کا تعاون چاہیے، شکریہ۔ دیکھیں فوزیہ صاحبہ! تین ضمنی سوال ہوتے ہیں، میں نے چار دیے ہیں۔ سوال نمبر ٦، سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! اس سوال کو قائمہ کمیٹی بھجوادیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب! براہ مہربانی آپ Chair سے مخاطب ہوں۔ آپ تشریف رکھیں، چلنے دیں۔ سوال نمبر ٦، سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے۔ چیئرمین صاحب نے مجھے اجازت دی ہے۔ جناب! ایوان میں order maintain کروائیں۔ جناب! میں نے بڑا اہم سوال کیا ہے، اگر میں سوال اور جواب کو پڑھوں تو میری request یہ ہوگی کہ بہتر ہے کہ اس سوال کو کمیٹی کو بھیجیں تاکہ اسے thoroughly دیکھیں۔ جو میرا سوال تھا، وہ میں آپ کے علم میں لے آؤں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ

"Will the Minister for Housing and Works be pleased to state the names and addresses of the retired Government Officers who are currently occupying Government accommodation in Islamabad along with amount of rent outstanding against such occupants?"

جناب! میرا کہنا یہ ہے کہ اسلام آباد ایک محدود سی جگہ ہے جہاں پر Government Officers کی entitlement ہے کہ ان کو سرکاری رہائش دی جائے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ لوگوں نے سالہاسال سے وہ جگہیں occupy کی ہوئی ہیں۔ سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ چھ مہینے تک وہ گھر رکھ سکتے ہیں۔ بھائی! میں نے تو پوچھا ہے کہ کون سے لوگ ہیں جو ریٹائرمنٹ کے بعد بھی Government accommodation لیے بیٹھے ہیں؟ کون سے لوگ ہیں جنہوں نے کوئی کرایہ نہیں دیا ہے؟ بات یہ ہے کہ چھ، دس بندے ایک تاریخ کو تو ریٹائر نہیں ہو سکتے۔ میری گزارش ہوگی، یہ بڑی اہم چیز تھی کہ سرکاری ملازمین کی interest کے لیے اس سوال کو کمیٹی کو بھیجیں تاکہ proper جواب آئے اور وہاں پر ہم پوچھ سکیں اور اس پر بحث و مباحثہ ہو سکے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ (وزیر برائے مکانات و تعمیرات): انہوں نے سوال تو کیا نہیں ہے۔ آپ کے لیے انہوں نے کہا ہے کہ جو آپ فیصلہ کریں۔ جو آپ کی صوابدید ہے وہ کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب وزیر صاحب! آپ کیا کہتے ہیں؟

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ اس کو کمیٹی بھیج دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں پھر اس سوال کو کمیٹی بھیج دیتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب! وہ سوال اب کمیٹی کو refer ہو گیا۔ جب اس کا جواب آئے گا تو پھر اس پر بات ہو گی۔ وہ کمیٹی کو refer ہو چکا ہے۔ کمیٹی میں اس پر اچھی طرح debate بھی ہو گی، وضاحت بھی ہو گی، واپس یہاں پر ہی آئے گا پھر دوبارہ آپ اس پر بات کر لیں۔ سوال نمبر ۷، سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب، سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب، سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔

**(Q. No. 07)**

Mr. Presiding Officer: Question No. 8, Senator Syed Masroor Ahsan Sahib.

**(Q. No. 08)**

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر سید مسرور احسن: آیا یہ حقیقت ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ ہاؤسنگ اتھارٹی کے چند اہلکاروں کو سیکٹر G-14/1 کے متاثرین کو بطور معاوضہ ادا کرنے والی رقم غیر قانونی متاثرین کو ادا کرنے میں ملوث ہونے پر معطل کر دیا گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ان کی تفصیلات کیا ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! آپ اپنا سوال پڑھ رہے ہیں یا ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

سینیٹر سید مسرور احسن: میں سوال کو پڑھ رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمنی سوال کیا ہے؟ سوال تو آ گیا۔

سینیٹر سید مسرور احسن: جواب تو آ جائے۔ اس میں تو مکمل کچھ بھی نہیں ہے۔ وزیر صاحب بات کریں گے تو اچھا ہے ان کا چہرہ بھی دیکھ لیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! اگر وہ جواب پڑھ لیتے تو اس میں چار افسروں کے نام ہیں جن کے خلاف proceed کیا گیا ہے اور ان کا کیس ایف۔آئی۔اے میں بھی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اور کوئی ضمنی سوال ہے؟ جی محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! یہ ایک مرتبہ کمیٹی میں بھی discuss ہوا تھا، پھر اس کے بعد اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہ Government colonies بہت زیادہ خراب، dilapidated condition میں ہیں کیونکہ بہت پرانی ہیں یعنی 1970s کی بنی ہوئی ہیں۔ جن ان کی کھڑکی repair کرتے ہیں تو دروازہ نکل آتا ہے اور اگر نلکے کو repair کرتے ہیں تو بجلی کا کام نکل آتا ہے۔ اس کے لیے ایک اسکیم سی بنائی گئی تھی کہ ان کو demolish کرکے high-rise buildings بنائی جائیں، ایک تو accommodation بڑھ جائے گی اور کچھ لوگ کچھ دنوں کے لیے dislocate تو ہو جائیں گے لیکن وہ بہتر ہو جائے گا کیونکہ یہ ابھی رہنے کے قابل نہیں ہیں اور کسی دن خدانخواستہ کوئی بڑا حادثہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس پر کچھ progress ہوئی ہے یا نہیں؟ میں دو تین سال پہلے کی بات کر رہا ہوں جو اس وقت discuss ہوا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: شکریہ، جناب چیئرمین! معزز سینیٹر نے پالیسی کی بات کی ہے۔ فی الحال اس کی ہم نہ کوئی planning کر رہے ہیں، نہ سوچ رہے ہیں کیونکہ پہلے ہی سے یہ dilapidated condition میں ہیں، ان کے لیے ابھی پیسا اور آیا ہے، اب سی ڈی اے ان کو ٹھیک کرے گا۔ جو ہمارے lodges ہیں، ان کو ہم خود ٹھیک کریں گے لیکن ابھی کوئی plan نہیں ہے، اس وقت ہمارے FGEHA کے سارے projects stalled ہیں اور PHA میں کچھ پیش رفت ہے۔ (جاری۔۔۔T07)

**T07-04Nov2025 Ali/Ed: Mubashir 06:20 pm**

ریاض حسین پیرزادہ وزیر برائے مکانات و تعمیرات: (جاری ہے۔۔۔۔) کیونکہ اتنے سارے ہمارے projects جو stalled ہیں FGEHA کے اور PHA میں کچھ پیشرفت ہے، تو میں نے صرف یہ کہا ہے کہ جتنا پچھلے stalled projects ہیں ان کو شروع کیا جائے تاکہ ایک لاکھ پینتیس ہزار جو افسران اور جو متاثرین اور جن کی payments ہونی ہیں ان کو payments بھی ہو جائیں کیونکہ ابھی High Court نے فیصلہ بھی ہمارے حق میں دے دیا ہے، G-14, G-15 اور ان کی payments کا بھی اور وہ بھی ہم نے کیا ہے۔

دوسرا میں نے move کیا تھا کہ کرایہ بڑھا دیا جائے اور 85% کرایہ کی مد میں ہم نے بڑھا دیا ہے جو پرسوں Cabinet سے بھی pass ہو گیا ہے اور ان شاءاللہ 85% اضافہ کرائے کی مد میں افسران کو مل جائے گا۔ تو یہ فی الحال ہم نے کیا ہے لیکن ابھی یہ نہیں ہے کہ ان کو demolish کرکے جو کہ بالکل صحیح ایک پالیسی ہے کہ یہ پاکستان اسلام آباد کی اتنی قیمتی زمین میں جو slums ہیں ہمارے F-6 میں ہیں ان کو گرا کرا گرا ایک community based جیسے Christians کی ہے، Indonesia model بھی ہے اس پر study ہم نے ضرور کی ہے لیکن فی الحال اس پر کوئی ایسا project شروع نہیں کرنا چاہتا۔ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ محکمے میں project شروع کیا جاتا ہے، اس میں پھر lacunas ہوتے ہیں، پھر stay orders ہوتے ہیں، مال کھانے والے وزیر بھی گھر چلے جاتے ہیں، سیکرٹری بھی گھر چلے جاتے ہیں اور یہ stalled project پڑے ہوئے ہیں۔ تو میں صرف اسی پر concentrate کر رہا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Minister Sahib. Yes, Senator Palwasha Mohammed Zai Khan.

**Senator Palwasha Mohammed Zai Khan**

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: جناب چیئرمین! میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ جو چار accused officers ہیں جن کو suspend کیا گیا ہے اور FIA میں ان کی criminal proceeding under process ہے۔ FIA تو خود آدھی سے زیادہ corruption اور رشوت ستانی میں اندر ہے۔ تو ان کو یہ کیسے پتا چلے گا کہ ان کے معاملے میں وہ شفافیت کریں گے، widely reported ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگوں کے اپنے ہاتھ لتھڑے ہوئے ہیں اور یہ ایک بڑی sensational خبر ہے، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

ریاض حسین پیرزادہ: اگر Minister of Interior کو یہ سوال refer کر دیں تو وہ بہتر position میں ہوں گے کہ جواب دے دیں گے۔

Mr. Presiding Officer: [2]Question Hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read.

سینیٹر دنیش کمار صاحب اس کو آنے والی مرتبہ کر دیں گے، defer کر دیا ہے تو اسی میں آجائیں گے تو یہ Question اس میں ڈال دینا۔

**Leave of Absence**

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے بعض سرکاری مصروفیات کی بناء پر گزشتہ 354 اجلاس کے دوران مورخہ 9 اور 10 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عون عباس صاحب نے بعض نجی مصروفیات کے بناء پر گزشتہ 354 اجلاس کے دوران مورخہ 13 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

[2] *[Question Hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the Table of the House shall be taken as read.]*

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید کاظم علی شاہ صاحب نے بیرون ملک ہونے کی بناء پر گزشتہ 354 مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کے بناء پر گزشتہ 354 مکمل اجلاس کے لیےایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹرانوشہ رحمان احمد خان نے بعض نجی مصروفیات کے بناء پر گزشتہ 354 اجلاس کے دوران مورخہ 30 ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر مشال اعظم نے بعض نجی مصروفیات کے بناء پر گزشتہ 354 اجلاس کے دوران مورخہ 6 اکتوبر کے لیےایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب نے بعض نجی مصروفیات کے بناء پر گزشتہ 354 اجلاس کے دوران مورخہ 3 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کے بناء پر گزشتہ 354اجلاس کے دوران مورخہ 3 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب نے ناسازی طبیعت کے بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Order No. 3.

سینیٹر شیری رحمان: سیکرٹری صاحب, something is burning in the House لوگوں کے دلوں کے علاوہ کچھ اور جل رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نواب صاحب! آپ مجھے Business لینے دیں، دیکھیں، نواب صاحب بالکل آپ کو موقع دوں گا، نواب صاحب Businessصرف دس منٹ کا ہے۔ Order No. 3, Senator Sherry Rehman Sahiba.

## Presentation of report of the Standing Committee on Climate Change and Environmental Coordination on [The Pakistan Trade Control of Wild Fauna and Flora (Amendment) Bill, 2024]

Senator Sherry Rehman: I, Chairperson, Standing Committee on Climate Change and Environmental Coordination, present report of the Committee on a Bill further to amend the Pakistan Trade Control of Wild Fauna and Flora Act, 2012 [The Pakistan Trade Control of Wild Fauna and Flora (Amendment) Bill, 2024], introduced by Senator Shahadat Awan on 2nd September, 2024.

Mr. Presiding Officer: Report stands laid. Senator Sherry Rehman, Chairperson, Standing Committee on Climate Change and Environment Coordination, may move Order No. 4.

**Presentation of Annual report of the Standing Committee on Climate Change and Environmental Coordination for the period from March, 2024 to March, 2025**

Senator Sherry Rehman: I, Chairperson, Standing Committee on Climate Change and Environmental Coordination, present Annual Report of the Committee for the period from March, 2024 to March, 2025.

Mr. Presiding Officer: Report stands laid. Order No. 5.

**Presentation of report of the Standing Committee on Foreign Affairs regarding the number of Pakistanis assisted by the Pakistan Embassy in Serbia for grant of Serbian visas.]**

Senator Sherry Rehman: I, on the behalf of Senator Irfan-Ul-Haque Siddiqui, Chairman, Standing Committee on Foreign Affairs, present report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 26, asked by Senator Mohammad Humayun Mohmand, on 18th July, 2025, regarding number of Pakistanis who were assisted by the Pakistan Embassy in Serbia for grant of Serbian visas, during the last two years.

Mr. Presiding Officer: Report stands laid. Order No. 6, Senator Aon Abbas. Order No. 7, Senator Rana Mehmood ul Hassan Sahib. (Continue…..)

**T08–04Nov2025 Imran/ED: Khalid 06:30 pm**

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری۔۔۔): سینیٹر محمود الحسن، آرڈر نمبر 7 پیش کریں۔

**Presentation of report of Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The National School of Public Policy (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Rana Mahmood Ul Hassan: *Bismillah al-Rahman al-Rahim*. Thank you, Mr. Chairman! I, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, present report of the Committee on a Bill further to amend the National School of Public Policy Ordinance, 2002 [The National School of Public Policy (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Presiding Officer: The report stands laid. Order No. 8. Senator Azam Nazeer Tarar please move Order No. 8.

**Introduction, consideration and passage of [The Qanun-e-Shahadat (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Azam Nazeer Tarar: Mr. Chairman! I, Minister for Law and Justice, to introduce a Bill further to amend the Qanun-e-Shahadat, 1984 [The Qanun-e-Shahadat (Amendment) Bill, 2025].

جناب! اس میں میری ایک عرض ہے کہ یہ ایک typographical error ہے جسے ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔ میری عرض ہے کہ یہ word ‘or’ کو ‘of’ سے change کرنا ہے۔ If the Chair allows تو میں یہ آج پیش کر دوں۔اِس کی درستی ہو جائے گی۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی، میں move کر دوں؟ جناب چیئرمین! میری استدعا ہو گی کہ اُس کو آج take up کر لیا جائے کیونکہ یہ صرف ایک لفظ کی درستی ہے جو کہ typographical error ہے جس کو ہم نے Court order سے درست کر دیا ہے۔

If the Chair allows, I beg to move the motion for that.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی کریں۔

**Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules**

Senator Azam Nazeer Tarar: I, Minister for Law and Justice, move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that requirement of Rule 98 of the said Rule regarding reference of [The Qanun-e-

Shahadat (Amendment) Bill, 2025] to the Standing Committee concerned be dispensed with, in order to take into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is carried. Please move Order No. 8(b).

Senator Azam Nazeer Tarar: I, Minister for Law and Justice, move that the Bill further to amend the Qanun-e-Shahadat, 1984 [The Qanun-e-Shahadat (Amendment) Bill, 2025] be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is carried. We take up second reading of the Bill i.e. clause by clause consideration of the Bill. Clause 2, There is no amendment in clause 2, so I will put the clause as one question. The question is that clause 2 do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Clause 2 stand part of the Bill. Schedule. There is no amendment in Schedule. So, I will put the Schedule before the House as one question. The question is that Schedule do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Schedule stands part of the Bill. Clause 1, The Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Clause 1, The Preamble and the Title stands part of the Bill. Please move Order No. 8(c).

Senator Azam Nazeer Tarar: I, Minister for Law and Justice, move that the Bill further to amend the Qanun-e-Shahadat, 1984 [The Qanun-e-Shahadat (Amendment) Bill, 2025] be passed.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is carried and the Bill stands passed. Order No. 9. Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue may move Order No. 9. On his behalf Senator Azam Nazeer Tarar may move Order No.9.

**Resolution moved for Extension of the Virtual Assets Ordinance, 2025 (Ordinance No. VII of 2025)**

Senator Azam Nazeer Tarar: I on behalf of Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue, move the following Resolution:-

> "That the Senate resolves to extend the Virtual Assets Ordinance, 2025 (Ordinance No. VII of 2025), for a further period of one hundred and twenty days with effect from 5th November, 2025, under proviso to sub-paragraph (ii) of paragraph (a) of clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

*(The resolution was adopted)*

Mr. Presiding Officer: The resolution is adopted. Senator Syed Mohsin Raza Naqvi please move Order No. 10. On his behalf Dr. Tariq Fazal Chaudhry may move Order No. 10.

**Laying of the Frontier Constabulary (Re-organization) Ordinance, 2025**

Dr. Tariq Fazal Chaudhry: I, on behalf of Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, lay before the Senate the Frontier Constabulary (Re-organization) Ordinance, 2025 (Ordinance No. VIII of 2025), as

required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Presiding Officer: It is for the information of the House that this Ordinance has already been passed in the National Assembly on 5th September 2025. Now it is being laid in the Senator for information. Order No. 11. Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training, please move Order No. 11.

**Consideration and passage of [The King Hamad University of Nursing and Associated Medical Sciences Bill, 2025]**

Dr. Khalid Maqbool Siddiqui: I, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill to establish the King Hamad University of Nursing and Associated Medical Sciences [The King Hamad University of Nursing and Associated Medical Sciences Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is carried. We take up second reading of the Bill i.e. clause by clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 56, There is no amendment in the clauses 2 to 56, so I will put these clauses as one question. The question is that clauses 2 to 56 do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Clauses 2 to 56 stand part of the Bill. Schedule. There is no amendment in Schedule. So, I will put the Schedule before the House as one question. The question is that Schedule do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Schedule stands part of the Bill. Clause 1, The Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Clause 1, The Preamble and the Title stands part of the Bill. Order No. 12. Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training please move Order No. 12.

Dr. Khalid Maqbool Siddiqui: I, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill to establish the King Hamad University of Nursing and Associated Medical Sciences [The King Hamad University of Nursing and
Associated Medical Sciences Bill, 2025], be passed.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is carried and the Bill stands passed. Order No. 13. Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training please move Order No. 13. (Followed by T09…)

**T09-04Nov2025 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 6.40 PM**

Mr. Presiding Officer: (Continued…) Motion is carried. Order No.13, Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training may move Order No.13.

**Consideration and passage of [The Daanish Schools Authority Bill, 2025]**

Dr. Khalid Maqbool Siddiqui: I, Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill to provide for the establishment and management of the Daanish Schools [The Daanish Schools Authority Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: I put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted. We may now take up second reading of the Bill, that is Clause by Clause Consideration of the Bill. Clauses 2 to 22. There is no amendment in Clauses 2 to 22, so I will put these Clauses as one question. The question is that Clauses 2 to 22 do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Clauses 2 to 22 stands part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is, that Clause 1, the Preamble and the Title do form part of the Bill? Order No.14, Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training may move Order No.14.

Dr. Khalid Maqbool Siddiqui: I, Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill to provide for the establishment and management of the Daanish Schools [The Daanish Schools Authority Bill, 2025], be passed.

Mr. Presiding Officer: I put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and the Bill stands passed. Order No.15, Mr. Qaiser Ahmed Sheikh, Minister for Board of Investment, may move Order No.15.

**<u>Consideration and passage of [The Asaan Karobar Bill, 2025]</u>**

Mr. Qaiser Ahmed Sheikh: Minister for Board of Investment, I wish to move that the Bill to provide for reforms of the regulatory regime applicable to business, trade and investment by removing cumbersome and complex regulatory

requirements and to establish the Pakistan Regulatory Registry and the Pakistan Business Portal [The Asaan Karobar Bill, 2025], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: I put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is carried. We may now take up second reading of the Bill, that is Clause by Clause consideration of the Bill, Clauses 2 to 25, there is no amendment in Clauses 2 to 25. So I will put these Clauses as one question. The question is that Clauses 2 to 25 do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: Clauses 2 to 25 stands part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill do form part of the Bill? Order No.16. Mr. Qaiser Ahmed Sheikh, Minister for Board of Investment, may move Order No.16.

Mr. Qaiser Ahmed Sheikh: Minister for Board of Investment, I wish to move that the Bill to provide for reforms of the regulatory regime applicable to business, trade and investment by removing cumbersome and complex regulatory requirements and to establish the Pakistan Regulatory Registry and the Pakistan Business Portal [The Asaan Karobar Bill, 2025], be passed.

Mr. Presiding Officer: I put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and the Bill stands passed.

*(interruption)*

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عمر فاروق صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں! اپوزیشن لیڈر بالکل appoint ہونا چاہیے، لیکن وہ میری jurisdiction میں نہیں آتا وہ jurisdiction چیئرمین صاحب کی ہے۔آپ اُن کے ساتھ آفس میں بیٹھ کر بات کریجیے۔ بالکل، وہ آپ کا حق ہے، ہونا چاہیے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب۔ مہربانی فرما کر سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب کو بات کرنے دیں۔ عطاالرحمٰن صاحب کو بولنے دیں۔، آپ بولیں نا۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: جناب چیئرمین! آپ ایوان کو in order کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ میری jurisdiction میں آتا ہی نہیں۔جب چیئرمین صاحب موجود نہیں ہوتے تو لازمی کسی پینل کو بیٹھنا ہوتا ہے۔آپ بالکل بیٹھیں۔آپ کا حق ہے۔اپوزیشن لیڈر کا ہونا ضروری ہے۔ میں آپ سے بالکل agree کرتا ہوں۔ میں آپ سے متفق ہوں۔ آپ آفس میں بیٹھ کر بات کریجیے۔ بالکل، اپوزیشن لیڈر کا ہونا ضروری ہے، ہاؤس پورا ہونا چاہیے۔ میں آپ کے ساتھ agree کرتا ہوں۔ جی، عطاالرحمٰن صاحب۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: جناب! آپ ہاؤس کو in order کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، عطاالرحمٰن صاحب۔آپ ان کو بات کرنے دیں پھر سب بات کرلیں۔

(مداخلت)

سینیٹر عطاء الرحمٰن: جناب والا! میں نے کہا ہے کہ ہاؤس کو in order کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: معزز سینیٹرز جن میں محترم سینیٹر کہدہ بابر صاحب گیلری میں تشریف فرما ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ سینیٹر عطاءالرحمٰن صاحب کو بات کرنے دیں۔ آپ بات کریں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب میں نے آپ کو موقع دیا ہے نا۔ آپ اپنی جگہ پر جا کر بات کریں۔ آپ اپنی جگہ پر بیٹھ کر بات کریں نا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ آپ بات کر لیں۔ میں بیٹھا ہوں۔ آپ بولیں پلیز۔ آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ میں آپ کو مائیک دے دیتا ہوں۔ عطاالرحمٰن صاحب میں آپ سے request کرتا ہوں کہ علی ظفر صاحب کو موقع دے دیں۔ I'll be grateful, sir جی، علی ظفر صاحب۔ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ علی ظفر صاحب کو موقع دے دیں۔ میں نے علی ظفر صاحب کو allow کر دیا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! میں آپ کو موقع دوں گا۔ میں بیٹھا ہوں، دوں گا۔ جی علی ظفر صاحب۔ (جاری ہے---T10)

T10-04Nov2025 Tariq/Ed: Mubashir. 06:50 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر---جاری---عطاءالرحمٰن صاحب، آپ علی ظفر صاحب کو موقع دیں گے، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ میں request کرتا ہوں جناب، I will be grateful sir. جی علی ظفر صاحب۔ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ علی ظفر صاحب کو موقع دیں، میں نے انہیں موقع دے دیا ہے۔ میں بیٹھا ہوں اور آپ کو موقع دوں گا۔ جی علی ظفر صاحب۔

## Point of order raised by Senator Syed Ali Zafar regarding appointment of Leader of the Opposition in the Senate and raised concerns over the proposed 27th Constitutional Amendment

سینیٹر سید علی ظفر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب ہمارا ایک بڑا جائز مطالبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک Leader of the Opposition کے بغیر اس ایوان میں جو کارروائی ہو رہی ہے یہ ہمارے rules, Parliamentary tradition اور کسی بھی پارلیمانی نظام کے خلاف ہے۔

ہمارا مطالبہ بڑا جائز ہے۔ ہمارے تمام سینیٹرز نے sign کرکے request Secretariat کو دے دی ہوئی ہے اور اس بات کو تقریباً دس دن ہو چکے ہیں۔ ایک empty chair کے بغیر پھر بھی ایوان چلائی جا رہے ہیں اور میری نظر میں ہم جتنی کارروائی کر رہے ہیں یہ ایک غیر آئینی کارروائی ہے۔ آپ جتنے Bills pass کر رہے ہیں، جتنی proceedings, resolutions, motions, discussions کر رہے ہیں وہ سب ہم vacuum میں کر رہے ہیں۔ میں تو یہاں تک کہوں گا جناب کہ آپ جو اس Chair پر بیٹھے ہیں ایک Leader of the Opposition کے بغیر، آپ بھی ایک طرح سے اس Chair پر بیٹھنے کے حق دار نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ Chair بھی اس وقت vacant ہے اسی لیے آپ نے دیکھا کہ ہمارے سارے سینیٹرز نے آ کر آپ کے سامنے احتجاج کیا۔

اس کے ساتھ ایک بہت اہم بات میں کرنا چاہوں گا کہ کل Co-Chairperson Pakistan Peoples Party بلاول صاحب نے ایک tweet کی جس میں انہوں نے یہ بتایا اور ایک انکشاف کیا کہ حکومت ستائیسویں آئینی ترمیم لے کر آ رہی ہے اور انہوں نے اس کے باقاعدہ کچھ نکات بھی بتائے۔

جناب چیئرمین! میری نظر میں آئین کبھی گولیوں سے نہیں مرتا، آئین ان اصلاحات کی مد میں جو غیر آئینی بات کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس سے مرتا ہے اور ستائیسویں ترمیم کے جو کچھ نقاط مجھے سمجھ میں آئے اور اس وقت Leader of the House اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں لیکن جو بھی ہمارے PML(N) لے لوگ ہیں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کیا اصلاحات ہیں یہ بیچ میں ہمارے آئین کے ساتھ کیا سازش ہو رہی ہے جس کا انکشاف کل پیپلز پارٹی نے کیا ہے۔

جناب چیئرمین! ذوالفقار علی بھٹو صاحب جو ان کے founder ہیں، 10 اپریل، 1973 کو جب قومی اسمبلی نے ہمارا 1973 کا آئین pass کیا تو انہوں نے Constitution describe کیا تھا، میں ان کے کچھ الفاظ پڑھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ this is a great victory for the people of Pakistan. It is a symbol of national unity. اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ today we have fulfil the promise made to our people اور اس وقت کی جتنی بھی political parties تھیں جنہوں نے 1973 کا آئین بنایا، بڑے بڑے stalwarts تھے، ان کا جو expression or feelings تھیں وہ express کر رہے تھے، انہوں نے کہا we have given ourselves a Constitution, which is a very

much our own, framed by those who have been chosen as representatives of the people of Pakistan. ان کی جو tone تھی was very statesmanship like وہ اس وقت unity پر یقین کرتے تھے اور وہ بڑا اچھا ماحول تھا۔

اس کے بعد ہمارے آئین میں 37 سالوں تک dictatorships کی وجہ سے ترامیم آتی رہیں اور آئین کی وہ شکل ہی تبدیل ہو گئی۔ 37 سالوں کے بعد اپریل 2010 میں اٹھارھویں آئینی ترمیم آئی۔ اس وقت بھی ساری جماعتیں بیٹھیں اور ان جماعتوں نے بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ ہم اسی position میں واپس آتے ہیں جس position میں 1973 کا آئین تھا۔ Dictators نے جو جو چیزیں ڈالی تھیں وہ ہم نکال دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم election process کو مضبوط کرنے کے لیے appointment of Election Commission of Pakistan کا process بھی صاف کر دیتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو انصاف ملے اور اس ملک میں rule of law ہو، ہم عدالتوں کو بھی آزاد کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اٹھارھویں ترمیم میں انہوں نے یہ بھی کہا جو صوبے ہیں انہیں ہم خود مختار کریں گے۔ انہیں ہم وہ طاقت اور حقوق دیں گے جن کی انہیں ضرورت تھی، جو آج ان کا جائز حق ہے تو اس کے مطابق اٹھارھویں ترمیم بن گئی اور اس کا سہرا پیپلز پارٹی لیتی ہے اور پیپلز پارٹی نے کہا کہ یہ ہماری وجہ سے ہے اور ہم یہ لے کر آئے تھے۔

جب میں نے یہ tweet پڑھی، اس tweet میں جو شقیں تھیں میں ان کا ذکر کرتا ہوں، وہ بالکل ایسی شقیں ہیں جو کہ اٹھارھویں ترمیم اور ہمارے 1973 کے آئین کو تباہ کرتی ہیں اور اسے کے بالکل برعکس ہیں۔ مجھے تھوڑی پریشانی ہوئی کہ جو لوگ اس قوم کے ساتھ وعدہ کر رہے تھے کہ ہم اٹھارھویں ترمیم لائے ہیں اور اس میں ہم کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونے دیں گے وہ اب اس پر tweet کر رہے ہیں اور ایک طرح سے کہہ رہے ہیں کہ ہم نومبر کے چھٹے دن اسے consider کرنے کے لیے دیکھیں گے۔ اس tweet میں کیا چیزیں ہیں جنہیں میں point out کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تو انہوں نے کہا کہ اس ستائیسویں ترمیم کے ذریعے جو Provincial autonomy ہے، جو طاقتیں صوبوں کی دی گئی ہیں وہ واپس لیں گے۔ دوسرے نمبر پر انہوں نے کہا کہ ہم ایک آئینی عدالت بنا دیں گے۔ سپریم کورٹ سے یہ طاقت لے کر ایک نئی Constitutional Court بنا دیں گے۔ تیسرے نمبر پر انہوں نے کہا کہ NFC Award کا جس طرح کا process ہے اور اٹھارھویں

ترمیم میں صوبوں کو جو guarantees دی گئی ہیں وہ ہم واپس لے لیں گے۔ چوتھے نمبر پر انہوں نے tweet میں لکھا ہے کہ ہم Article 243 میں ترامیم کریں گے اور کچھ اختیار President کو دیں گے اور کچھ President سے لیں گے۔ کچھ appointments of Army Chief کی کریں گے اور Article 243 میں اس طرح کی amendments لانے کی بات ہوئی۔

حکومت والوں کے ساتھ میں کافی T.V. programmes میں آتا رہا ہوں اور میڈیا میں بھی آتا رہا ہوں۔ حکومت کا جہاں تک تعلق ہے، ان کے وزراء، یہ کسی عام leader or representatives کی بات نہیں کر رہا، ان کے وزراء آ کر کہتے رہے کہ ہم نے تو ستائیسویں ترمیم بالکل نہیں لانی، ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے تقریر کی تھی جب چھبیسویں ترمیم آ رہی تھی کہ چھبیسویں ترمیم actually first step ہے، یہ پہلا قدم ہے، اصل میں ان کا مقصد ستائیسویں اور maybe even اٹھائیسویں ترمیم لانے کا ہے لیکن بہر حال حکومت کے بڑے بڑے وزراء جن کی میں بڑی عزت کرتا ہوں اور وہ اس وقت یقینی طور پر سچ بول رہے ہوں گے کہ انہوں نے کہا کہ ہم بالکل نہیں لا رہے اور میڈیا پر میری جو آخری discussion ہوئی ہے وہ کوئی دو یا تین دن پہلے تھی۔ اب اچانک جب بلاول صاحب نے یہ انکشاف کیا تو میں نے بیٹھ کر سوچا کہ یقینی طور پر دو چیزیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو یہ میرے اتنے عزیز دوست جو کابینہ میں ہیں وہ جھوٹ بول رہے ہیں لیکن اگر جھوٹ نہیں بول رہے تو پھر انہیں پتا ہی نہیں ہے اور اگر پتا نہیں تو پھر یہ ستائیسویں ترمیم کہیں اور سے آ رہی ہے۔

آگے جاری---(T-11)

**T11-04Nov 2025 Naeem Bhatti/ED: Khalid 07:00 pm**

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری)---اگر جھوٹ نہیں بول رہے تو انہیں پتا ہی نہیں اور اگر پتا نہیں تو یہ 27th Amendment کہیں اور سے آ رہی ہے۔ پھر یہ 27th Amendment اگر حکومت کو اور کابینہ کے Ministers کو نہیں پتا کہ 27th Amendment آنی ہے یا آ رہی ہے اور اس میں کیا ہے پھر تو بہت ہی پریشانی کا باعث ہے، پھر تو یہ نظر آتا ہے کہ یہ ایک طرح آئین کو توڑا جا رہا ہے اس کو مارا جا رہا ہے۔

جناب والا! آج میں پوچھوں گا، ہمیں بتایا جائے کہ اس 27th Amendment میں کیا لے کر آ رہے ہیں، یہ بنا کون رہا ہے اور اس میں کیا amendments تجویز کی گئی ہیں؟ کیونکہ اب یہ ایک national issue بن گیا ہے، اس speech کے بعد اب ہم چپ کرکے

بیٹھ کر اس کو نہیں دیکھ سکتے، اب ہم سننا چاہیں گے، Leader of the House بھی آگئے ہیں، Leader of the Opposition تو نہیں ہیں، ان کا مطالبہ تو ہم نے کیا تھا آپ کے آنے سے پہلے لیکن آپ بہر حال اس وقت موجود ہیں تو آپ ہمیں یہ بتائیں گے کہ ہم کیا کریں؟ مجھے یاد ہے، میں اپنے JUI کے دوستوں سے ضرور کہوں گا کہ جب 26th Amendment آرہی تھی تو ایک issue آیا تھا کہ constitutional court بنادی جائے اور constitutional court بنانے کو JUI oppose کے ہمارے دوستوں نے کیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ 27th Amendment میں وہ constitutional court لانے کی تجویز لانے کی کوشش کریں گے تو وہ PTI کے ساتھ کھڑے ہوں گے اس کی opposition میں کیونکہ انہوں نے 26th Amendment کے وقت انہوں نے اس کی opposition کی تھی۔ میں پیپلز پارٹی سے بھی امید رکھوں گا کہ چونکہ 18th Amendment میں ان کی leadership کو اس کی trophy ملی تھی اور انہوں نے اس کی leadership لی تھی۔ میں امید رکھوں گا کہ وہ بھی اس کی opposition کریں گے حالانکہ آپ کہیں گے کہ it is probably something in my head but میں امید رکھوں گا کہ 27th Amendment کو oppose کرنے میں وہ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے ساتھ میں آخر میں پھر کہنا چاہوں گا کہ Leader of the Opposition کا بڑا اہم role ہوتا ہے، اس کو PTI کی طرف سے یہ record کریں، اس پر resolution pass کروائیں کہ اس post کو فوراً fill کیا جائے، اس کے بغیر ہمارا House incomplete نظر آتا ہے۔

جناب والا! میں آخر میں کہوں گا یہ اب اس 27th Amendment کا معاملہ صرف قانونی معاملہ نہیں رہا، یہ ایک اخلاقی معاملہ ہے اور ہم چاہیں گے کہ 1973 کا جو ہمارا آئین ہے، جو ہماری ہری کتاب ہے، ہم اسی کے اوپر قائم رہیں، جس طرح 27th Amendment کے ذریعے آئین کو مارا جارہا ہے، اس سے ہمارے ملک کو بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور اگر کوئی ہماری طرف سے کوئی اور بولنا چاہتا ہے تو ان کو بھی آپ please موقع دیجیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک ہی دفعہ میں سب کو جواب دے دیں۔

**Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House)**

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ۔ جناب والا! علی ظفر بھائی سے کچھ باتیں کی ہیں، میرے آنے سے پہلے انہوں نے reference دیا کہ Leader of the Opposition کی تعیناتی نہیں ہوئی، بالکل ہونی چاہیے Leader of the House and Leader of the Opposition اس system کا حصہ ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے غالباً 2010 میں Leader of the Opposition کے طور پر signatures لے کر جمع کروائے تو اس کے بعد ایک جرگہ آیا جماعت اسلامی کا مولانا غفور حیدری صاحب میرے کمرے میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم جرگہ آئے ہیں تو آپ ہمیں accept کرلیں، جو بھی تھا، میں یہ نہیں کہوں گا، یہ چیزیں ہوتی ہیں، اس parliamentary process میں ہم 35 سال سے یہ چیزیں دیکھ رہے ہیں اور یہ solve بھی ہو جاتی ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جب علی ظفر صاحب بول رہے تھے تو کسی نے بھی interfere نہیں کیا، تو اب انہیں بھی سن لیں، انہیں بھی موقع دیں جو آپ clarity چاہ رہے ہیں۔ جی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): آپ جو precedents قائم کر رہے ہیں، اچھے نہیں ہوں گے، پہلے تو میں Lower House میں دو دفعہ رہا ہوں، میرا یہاں 2003 سے اللہ کے فضل سے یہ بائیسواں سال ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میں support کر رہا ہوں کہ Leader of the Opposition لگنا چاہیے لیکن یہاں تقاریر سے نہیں لگنا وہ Chairman Senate کی ذمہ داری ہے اور وہ Chamber میں یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ Rules میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو satisfy کرتے ہیں کہ who commands the majority of the members of the Opposition. تو ہم تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہیں۔ Chairman Senate کی یہ ذمہ داری ہے، process مکمل ہوگا، اس کو according rules کرنا چاہیے اور میری گزارش ہے بھائی علی ظفر صاحب کو اس کو دیکھ کر ذرا جلدی فیصلہ کرلیں، یہ اچھی بات ہے کہ Leader of the Opposition کو ہونا چاہیے

I am supporting you.

جناب والا! جہاں تک $27^{th}$ Amendment کو دیکھیں، اگر تو media کے حوالے سے جانا ہے انہوں نے تو صحیح کہا کہ ضروری نہیں کہ جب honourable ministers جن کا انہوں نے reference دیا انہوں کہ کہا ہو کہ ابھی کوئی ترمیم نہیں ہے تو وہ ہم کئی مہینے پرانی بات کر رہے ہیں، یہاں جب ترمیم آنی ہوتی ہے تو آ بھی جاتی ہے لیکن ان کا پوچھنا کہ کون لا رہا ہے؟ of course Government لا رہی ہے اور لائے گی یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کون لائے گا؟ We have to very honest and clear جو بھی حکومت وقت ہوتی ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ Parliament میں ترمیم لائے۔ ہم نے ایک ترمیم نہیں بلکہ (b) (2) 58 کو بھی ختم ہوتے دیکھا، میں اس کا حصہ تھا Cabinet میں بھی، ہم سب ساتھی سارے processes سے کئی دفعہ اس سے گزر چکے ہیں۔ بالکل یہ $27^{th}$ Amendment آئے گی۔ میں کہوں کہ نہیں آئے گی، یا دیکھ رہے ہیں، یہ الحمدللہ آنے والی ہے۔ کوشش کریں گے کہ اصول کے مطابق، آئین و قانون کے مطابق یہاں اسے پیش کریں، آپ کو پورا حق ہوگا کہ اس پر اپنی تقاریر بھی کریں، آپ اس پر اپنی رائے بھی دیں گے۔ اگر committee میں فیصلہ ہوا تو جو chair کر رہے ہوں گے committee میں بھی جائے گی committee اگر فیصلہ کرے گی کہ ماضی کی طرح کیوں کہ بہت sensitive ہے تو دوسرے House کی committee بھی آجائے، حکومت کو کسی چیز پر کوئی reservation نہیں ہے، یہ نہیں کہ یہاں کوئی ترمیم لائی جائے اور آناً فاناً اس کے اوپر voting شروع ہو جائے، یہ نہیں ہوگا میں محترم علی ظفر صاحب کو assure کرتا ہوں۔

جناب والا! مجھے پتا چلا کہ میرے آنے سے پہلے بلاول صاحب انہوں نے tweet کی ہے، وہ ہمارے allies ہیں، جو بھی حکومت وقت ہوتی ہے، علی ظفر صاحب! آپ کی پارٹی بھی چار سال حکومت میں رہی ہے، آپ بھی اس وقت جو legislative کام کرتے تھے آپ چونکہ خود Lego ہیں، I am sure آپ کی involvement ہوتی ہوگی، اس کا ایک process ہے، آپ تیاری کرتے ہیں، leadership آپ کو کوئی کام دیتی ہے، اس کے بعد آپ پھر اپنی حکومت میں clear ہو جاتے ہیں leadership کے ساتھ پھر اپنے allies کو involve کرتے ہیں، آپ نے کیا ہوگا، I am sure آپ نے جو بھی legislation کی ہے، اس میں آپ نے process کو follow کیا ہوگا، یہ standard process ہے ہم بھی اس process کو follow کر رہے ہیں۔ ابھی ہم اپنے largest ally کے

ساتھ بیٹھے ہیں، میرے کم از کم 3 rounds ہوئے ہیں ، Law Minister Sahib کے ہوئے ہیں۔ اس process پر ہم نے اپنے دوسرے allies کو بھی obviously onboard کرنا ہے، ہمارے allies میں MQM ہے، ہمارے allies میں ANP ہے، ہمارے allies میں BAP ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جو بھی ہمارے allies ہیں، ہم ان کو on board لیں گے اور جو process ہے، اس کے بعد جو final document ہوگا وہ آپ کے پاس پیش کر دیا جائے گا۔ میرے خیال میں normally ایسی چیزیں پہلے National Assembly میں آتی ہیں۔ اگر یہ جلدی میں دیکھنا چاہتے ہیں، ظاہر ہے یہاں بڑے ماشاء اللہ لائق فائق وکلاء ہیں، ان کا experience بھی ہے، ان کا exposure بھی شاید کئی لوگوں سے زیادہ ہے۔ میں حکومت کو یہ ضرور request کر سکتا ہوں کہ National Assembly میں لانے سے پہلے اس مرتبہ Senate میں لے آئیں تاکہ ہم اس کو ذرا جلدی سے دیکھ لیں اور جو value addition ہونی ہے جو کچھ ہونا ہے پہلے یہاں سے ہو جائے، میں اس کے لیے تیار ہوں اور میں نمائندگی کرتے ہوئے، Law Minister Sahib آپ بھی ذرا note فرمالیں۔ میں نے بلاول صاحب کی tweet دیکھی ہے۔ (جاری۔۔۔۔۔)

T12-04NOV2025 Mariam Arshad/Ed:Shakeel 07:20 p.m.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (جاری۔۔۔): Law Minister آپ بھی note فرمالیں اور میں سمجھتا ہوں کہ بلاول صاحب کی tweet میں نے دیکھی ہے۔ میں کل فجر کے وقت I left for Istanbul کیونکہ وہاں وہ eight countries جنہوں نے Gaza کے لیے effort کی تھی۔ اس میں Saudi Arabia تھا، اس میں Jordan تھا، اس میں Egypt تھا، اس میں UAE تھا، اس میں Qatar تھا، یہ تھے عرب ممالک۔ جو Islamic Countries تھے اس میں پاکستان تھا، ترکی تھا اور انڈونیشیا تھا۔ Eight countries تھے سب کو معلوم ہے کہ on camera ایک meeting ہوئی eight countries کی۔ ان کے foreign Ministers یا ان کے Presidents یا Jordanian king یا ان کا جو بھی اپنا سسٹم ہے یا پرائم منسٹر اور eight foreign ministers تھے۔ اب وہاں دوسری طرف President Trump تھے اور ان کے ساتھ ان کی ٹیم تھی۔ کوشش کیا تھی کہ جو روزانہ درجنوں لوگوں کا، کئی سو لوگوں کا یہ جو خون بہہ رہا ہے وہ کسی طریقے سے رک جائے۔ جو aid ہے ہماری اپنی aid ہمیں معلوم ہے کہ کتنی مشکل سے 22 23consignment جا چکے ہیں۔ پاکستان کی پچھلے دو سال سے جب سے یہ problem ہوئی ہے

تقریباً 2200 metric tons سے زیادہ humanitarian foodاس حکومت نے الحمدللہ mobilize کر کے بھیجا ہے، تو وہ بات تھی کہ flowنہیں رکنا چاہیے وہاں ہر روز hundreds of people کو by force نکالا جاتا تھا۔expel کیا جاتا تھا غزہ سے وہ رک جائے۔

Fourth objective تھا کہ جو نکل چکے ہیں ان کو اپنے گھروں میں واپس آنے کی اجازت دی جائے ۔ Fifth objective تھا کہ جو west bank کو ہڑپ کرنے کے لیےKnesset جو ہے وہ پلان کر رہی ہے جو اسرائیل سٹیٹ وہ ایک process تھا یعنی جہاں کے ایک annual جو Standard UN General Assembly کے اجلاس کے لیے پرائم منسٹر پاکستان گئے تھے۔ ہم نے اپنے consultative processکے ذریعے ان سات دوسرے ممالک کے ساتھ مل کر ہم نے US کو engageکیا۔ One point agendaتھا اور جب پریس تھی اس کو بتایا گیا کہ یہ آج آٹھ ممالک اور امریکہ کے ساتھ جو بات کر رہے ہیں اس کا ایک ایجنڈا ہے وہ فلسطین ہے اور غزہ ہے اور اس میٹنگ کے بعد میڈیا چلا گیا اور پھر کئی roundsہوئے foreign ministers کے کسی مناسب وقت میں تفصیل بھیshare کر لوں گا وہ بڑی لمبی ہو جائے گی جو تفصیل ہے۔ لیکن اس کے نتیجے میں finally Sharm El-Sheikhہوا تو اب جو Sharm El-Sheikhہوا 20 points کے اوپر تو Sharm El-Sheikh میں جو ہم دیکھ رہے ہیں، جوobserve کر رہے ہیں کہ violationہو رہی ہے اور ترکی نے اور سعودی عرب نے پچھلے ہفتے یہ suggestکیا کہ وہ آٹھ ممالک بیٹھ کر کوشش کریں اور اس کو stop taking کریں کہ جو فیصلہ ہوا تھا وہ کتنا implementہو رہا ہے، کتنا نہیں ہو رہا اور engage کریں۔

یہ سارا معاملہ تھا میں کل فجر کے وقت اذان ہو رہی تھی پاکستان سے گیا تھا، میں رات ساڑھے آٹھ بجے جب meeting ختم ہوئی 09:15کی فلائٹ لے کر میں آج صبح فجر کی اذانوں کے وقت پاکستان پہنچ گیا تھا۔ بات یہ ہے کہ میری گزارش یہ ہے کہ دیکھیں پچاس کام چل رہے ہیں میں بالکل law minister کے ساتھ اور جو ہماری ٹیم ہے اور اب پیپلز پارٹی بھی اس میں fully engageہے۔ میں نے بھی وہ بلاول بھٹو صاحب کیtweetدیکھی ہے، he is a politician, Chairman of a political party, I think he has a every right to tweet. سبtweet کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے تو جو

دیکھیں انہوں نے جو areas identify کیے ہیں۔ وہ انہوں نے کوئی ہوا میں نہیں کیے۔ Let me also confess this thing ان تمام areas پر بات ہوئی ہے جو بھی انہوں نے areas identify کیے ہیں۔ He has not included any area which has not been talked or discussed with them. لیکن ہمارا next جیسے میں نے عرض کیا کہ پیپلز پارٹی کے ساتھ ہماری جو تین راؤنڈز ہیں اور ہماری آپس میں discussion ہے ہم دونوں مل کر ایک پوائنٹ پر پہنچے ہیں۔ اب ہم نے دوسرے allies کو on board کرنا ہے تو میرا خیال ہے کہ میں جیسے عرض کیا کہ بہتر ہوگا کہ آپ کر لیں جی میری تجویز دے دیں کہ ہم پہلے اس house میں لے آئیں بجائے نیشنل اسمبلی میں لے کر جانے کے سب کو معلوم ہے کہ وہاں پر numbers کی زیادہ game ہوتی ہے اور یہاں جو ہے professionalism زیادہ ہوتا ہے اور value input بہت زیادہ ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ایک تو آپ سے گزارش کروں گا کہ چیئرمین صاحب کو میری طرف سے بھی request کریں۔ میں ان کو second کرتا ہوں کہ جتنی جلدی وہ Leader of the Opposition کو appoint کر سکتے ہیں as per rules as his prerogative, government can say nothing and now we want to say nothing.

میں تو خود اس process سے گزرا ہوا ہوں اور اس process میں میرے سے زیادتی ہوئی تھی .by the way اس process میں اتنی زیادتی ہوئی تھی کہ یہاں تین دن باقاعدہ پھر hearing ہوئی کامل علی آغا صاحب کو یاد ہوگا کہ باقاعدہ argument دیے۔ میں نے کچھ چھ گھنٹے تقریر کی اور reasons دیے لیکن eventually I accepted کہ ٹھیک ہے چیئرمین کا ultimate prerogative ہے انہوں نے ruling دی ہے تو میں نے کر لیا بعد میں اللہ نے مجھے 2012 میں دینی تھی ذمہ داری تو میں 2012 میں Leader of the Opposition بن گیا۔ اس وقت اگر نہیں بنا تھا تو دو سال بعد بن گیا۔ ہمیں ان باتوں کو اتنا serious نہیں لینا چاہیے کہ ہم personal ہو جائیں اور کاغذ پھاڑنے پر اتر آئیں اور ایک دوسرے کو وہ مناسب نہیں ہے۔ At least میں تو ہمیشہ اسی کو follow کرتا ہوں۔ میرے لیے سب میرے عزیز دوست ہیں تمام دونوں sides پر بیٹھے ہوئے احترام ہیں ان کے لیے after all ہم بھی ادھر بیٹھتے رہے ہیں کبھی ہم ادھر بیٹھتے ہیں کبھی وہ۔ یہ process چلتا رہتا ہے لیکن ہم اس

processکو professional arguments, professional debates تک تو ضرور رکھیں لیکن اس کو personal جو ہے وہ اس طرف نہیں جانی چاہیے۔

میںassure کرتا ہوں کہ جو بھی processہوگا that will be transparent and will be as per my submissions I have made here اور ان شاءاللہ ہم اس کو کوشش کریں گے کہ ہم جتنی جلدی ہو سکے اس ہاؤس میں لے آئیں۔ اس کے بعد آپ.obviously this process will take its own course

دوسری میری گزارش ہے وہ آپ کی موجودگی میں کر رہا ہوں کہ اس میں law ministerیہ ضرورplan کریں کہ سیدھا اس Houseمیں لانے کے بعد یہ نہ کہیں کہ جی ادھر اس پر تقریریں کر لیں اور voting کرلیںاس کو کمیٹی میں جانے دیں۔ .There is more wisdom, there is more focusمیں Committee Finance کا بھی رہا ہوں کئیcommittees میں نے زندگی میں چیئر کی ہیں۔ میں پہلی گزارش کروں گا کہ پہلے اس ہاؤس میں لے آئیں، دوسری میری گزارش ہوگی کہ اس کو کمیٹی کو referکریں۔ تیسری میری گزارش ہوگی کہ کمیٹی کو Chair directکرسکتی ہے میں تو نہیں کر سکتا وہ directکرے جو lawکے ہیں کون Chair کررہاآج کل؟ فاروق نائیک صاحب ہیں ان کو وہ formal directionدیں کہ آپ اپنی دوسرے ہاؤس کی law committeeکو بھی یہاںinvite کر لیں تاکہ full participationہو جائے۔ Obviously via Speaker وہ کمیٹی کے چیئرمین ان کو لکھیں گےdirect تو نہیں ہے، تو ایک پارلیمانی کمیٹی بن جائے گی، value editionہوگی۔ اس کے بعد دیکھیں گے یہاں تقریریں کریں اورdiscuss کریں اور جو بھی final pass ہوگا پھر

there is a standard process that I don’t have to explain. With these three submissions I hope I tried to just cover everything.

ایک بات اور فرمائی انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ کہاں سے آ رہی ہے میں نے ویسے clarifyکر دیا ہے۔ i assured you کہ یہ گورنمنٹ کی ہی ہے، گورنمنٹ ہی لائے گی اور گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لائے یہ کہیں سے parachuteنہیں ہو رہی بلکہ جو آپ کا پروفیشن ہے جو ہمارا honourable professionہے۔ ہم تو یہاں اپنے allies کو

on boardکر رہے ہیں اور ان سےdiscuss کر رہے ہیں۔ ہم stake holdersکو بھی definitely discussکریں گے۔ ہم lawyersجو forumsہیں ان کو بھی اس میں اس periodمیں اس کوengage کر کے ان سے بھی you never knowکہ کہاں سے کوئی اچھاpearl of wisdom addہو جائے اور اس کی مزید بہتری ہو جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ بہت اچھی باتیں آئی ہیں کہ پہلے Senateمیں یہ چیز آجائے گی جو آپ چاہتے تھے اور اگر اس طرح ہو جائے یہاں پر پہلے lay ہو اور پھر کمیٹی میں جائےاور اس کے اوپر debateہو۔ جو عوام کو خدشات تھے وہ آپ کے سامنے آ جائیں گے ان شاءاللہ۔ اچھی تجویز آئی ہوئی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اپوزیشن لیڈر کے حوالے سے جیسے ڈار صاحب نے کہا کہ چیئرمین صاحبpointکریں گے تو آپ لوگ ان کے پاس جائیں، ان کے آفس سب مل کر اور ان سے requestکریں کہ ابھی ہمارے جو ہے اپوزیشن لیڈر کے حوالے سے applicationآئی ہوئی ہے تو اس میں ان شاءاللہ کوئی ابہام بھی نہیں ہوگا، جیسے دوستوں نے کہا۔ جی ثمینہ زہری صاحبہ۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: مولانا صاحب ایک منٹ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سب کو موقع دوں گا۔

**Senator Samina Mumtaz Zehri**

Senator Samina Mumtaz Zehri: Mr. Presiding Officer! Thank you. My humble submission is that I thank both the Opposition Leader and the honourable Leader of the House. For clearing out the matter, my issue was that I have been having this; I have been waiting for someone in the house to actually raise this issue either the Opposition leader or the Leader of the house or maybe the Parliamentary leaders, any one of them.

This book which they gave us, Rules and Procedures and Conduct of the Business in the Senate 2012. I know this is off topic and I wanted to do this, it is

very clearly written, shall not stand slogans, display banners, play cards, throw and tear table documents and reports. Also, shall not interrupt any member during the speech by this orderly objectionable gesture, expression, noise or any other manner whatsoever. It also says shall not indulge in rowdy behaviour, shall not approach the dice of the Chairman in threatening manner. Also, shall not act to erode the sanctity of the house or act in the manner which lows the dignity of the house. This is upper house, you tear up these paper.

Mr. Presiding Officer! PTI is a very well-known party. It is supposedly followed by a lot of public and we are being seen and heard all over the world. This is the upper house; I say it over and over again. When we tear up papers, when we bang books and when we scream like a circus. This does not represent us and this is not the duty of our fellow Senate Secretariat to pick up the papers. Next time I would request that any of these things. (Continued...T13)

**T13-04Nov2025 FAZAL/ED: Mubshir 07:20 pm**

Senator Samina Mumtaz Zehri (Continued) Sir, next time, I would request that any of these things are not followed in the House. I would request the honourable Leaders of the Opposition in the House to please look after the sides plus the parliamentary leaders as well and please make sure that some kind of, either you make them pick up their own papers so that they know, because this is not a good impression that we are putting on our children, that it's okay to tear up these papers. Maybe there's some name that we can't step on.

یہاں پر ہمارا کوئی نہیں ہوتا۔

We need to act like professionals. We are here to make the law. We are breaking our own laws. How are we supposed to make other laws? So, kindly, that was my only request. Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔جی، سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب۔سب کو موقع ملے گا۔

**Point of Public Importance raised by Senator Atta ur Rehman regarding target killing of religious scholar in the country and closer of an interchange at CPEC route near Isa Khel**

سینیٹر عطاءالرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسول کریم اما بعد۔ جناب چیئرمین! میں نے دو تین چیزیں discuss کرنی ہیں۔سب سے پہلے تو یہ ہے کہ ہماری یہاں ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ یہاں نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔لیکن آج بھی اوراس سے پہلے بھی یہ ہوا ہے کہ مغرب کی نماز کیلئے جس کا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہےاس کیلئے وقفہ نہیں کیا جاتا۔لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ آپ rolling دیں کہ ہمیشہ کے لیے یہاں پر مغرب کی نماز کا کم از کم وقفہ ضروری کر دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل جیسا کہ عطاء الرحمٰن صاحب نے کہا کہ جب بھی مغرب کا اذان ہوگی اس کے لئے وقفہ ضروری ہوگا۔ شکریہ۔

سینیٹر عطاءالرحمٰن: شکریہ۔دوسری گزارش یہ کرنی تھی کہ آج ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں جمعیت علماء اسلام کے ایک بزرگ عالم دین مولانا عبدالسلام عارف صاحب کو چارسدہ میں مندنی کے علاقے میں بے دردی سے شہید کر دیا گیا ہے۔ان کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی ہے، ان کو شہید کیا گیا ہےاور آئے روز یہ چیزیں تو سامنے لائی جا رہی ہیں کہ ملک میں امن آ گیا ہےاور فلاں ہو گیا اور یہ ہو گیا لیکن یہاں ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں مسلسل جو دہشت گردی کے واقعات ہیں۔ایک تو میں آپ سے بھی اور ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ جتنے بھی ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں یا ملک پاکستان میں اس طرح کے واقعات میں جو شہید ہوئے ہیں ان کے لئے ایک اجتماعی دعا بھی آپ کرائیں۔دوسرا یہ گزارش کرنی تھی کہ یہ جو ہمارے علمائے کرام کو مسلسل ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ہماری دشمنی کیا ہے۔ مجھے تو آج تک یہ سمجھ نہیں آرہی کہ ہماری دشمنی کس سے ہے۔ہمیں ٹارگٹ کیا جا رہا ہے؟ مسئلہ کیا ہے۔اگر بات

کرتے ہیں تو بھی ناراض ہوتے ہیں کہ آپ لوگ اس طرح کی بات کیوں کرتے ہیں۔ نہیں کرتے ہیں تو بھی ہمارے کارکن، ہمارے ساتھی ہمارے علمائے کرام کو آئے روز شہید کیا جا رہا ہے۔ تو ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ ہمارا کارکن، ہمارا ورکر ہمارے گریبان تک پہنچتے ہیں کہ آپ پارلیمنٹ میں ہیں آپ نے وہاں کیا کیا ہے۔آپ نے کیوں وہاں بات نہیں کی ہے۔ یہاں ہمارے پارلیمنٹ میں ہماری آواز نہیں سنی جاتی۔ ابھی بھی تقریبا کوئی گھنٹے ڈیڑھ سے میں لگا ہوا ہوں آپ بھی ہمیں time نہیں دے رہے ہیں۔ کوئی یہاں پر پتہ نہیں کیوں نہیں سنی جاتی۔

دوسری گزارش یہ کرنی تھی کہ پنجاب میں کچھ دنوں سے ایک واویلہ ہو رہا ہے کہ علمائے کرام کو دس ہزار روپیہ ہم دیں گے۔ پھر جب جمعیت علمائے اسلام نے اس پر کوئی تھوڑا بہت احتجاج کیا تو کہا کہ جی پچیس ہزار روپے دیں گے۔اب گزارش یہ ہے کہ کیا جمعیت علمائے اسلام کا یہ احتجاج یا جمعیت علمائے اسلام کی یہ گفتگو یا جمعیت علمائے اسلام کا یہ موقف صرف اس لیے ہے کہ ہمیں پیسے دیے جائیں۔ ہمارا موقف یہ نہیں ہے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ اس طرح کے تجربے پہلے بھی ہوئے ہیں۔ یہاں ہمارے KP میں بھی دس ہزار روپیہ علمائے کرام کیلئے رکھا گیا ہے۔اس کا کیا ہوا؟اور کب تک دیں گے۔ کبھی آپ سے کسی مولوی نے مطالبہ کیا ہے کہ ہمیں پیسے دیے جائیں۔ ہم بے روزگار ہیں۔الحمدللہ مدرسے کے طلباء اور مدرسے کے علماء دوسرے اداروں کے لوگوں سے بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔تو سمجھ نہیں آتی کہ مقصد کیا ہے؟کیا یہاں پر وہ نظام لانا چاہتے ہیں۔کہ علمائے کرام ممبر پر کوئی بات نہ کریں۔حکمرانوں کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔ یہاں پر اگر آپ نے علماء کے لیے کرنا ہے تو آئین کا جو تقاضا ہےاس کو کیوں نہیں کرتے۔اسلامی نظریاتی کونسل کی جو قانون سازی میں سفارشات ہےاس پر عمل کیوں نہیں ہوتا۔اس کو کیوں سامنے نہیں لایا جاتا۔اگرآپ نے مدارس کو تحفظ دینا ہے تو پھر اس پر آئیں کہ جو قانون سازی ہوئی ہے۔ گزشتہ مرتبہ ہم نے یہاں پر ایک کوشش اور محنت کی اور اس کے نتیجے میں یہاں پر ہم نے ایک اچھا ماحول develop کیا لیکن ہم نے یہ مطالبہ بھی کیا اور آج بھی ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ جو کچھ یہاں طے ہوا تھا اس کو صوبوں میں بھی لایا جائے۔اس پر تو عمل نہیں ہوتا۔اس پر تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی لیکن مسلسل مدارس کو ہم فنڈ دے رہے ہیں۔ کس چیز کا فنڈ دے رہے ہیں؟ بھائی! ہم نہ بے روزگار ہیں،نہ ہمارے مدارس کو اور علمائے کرام کو آپ کے اس خیرات کی

ضرورت ہے کہ آپ ہم پر خیرات کریں اور پھر کل ہمیں کہیں کہ آپ پارلیمنٹ میں ایسی تقریر نہیں کریں گے۔ ہم تو آپ کو پچیس ہزار روپیہ دیتے ہیں۔

دوسری گزارش یہ کرنی تھی کہ میں نے پہلے بھی سینیٹ میں جمع کرایا ہے۔ CPEC پر جب ہم ڈیرہ اسماعیل خان سے اسلام آباد کے لیے آتے ہیں تو الحمدللہ اس کا بڑا فائدہ ہوا ہے۔ ہم چھ چھ اور سات سات گھنٹے سفر کرتے تھے۔ اب تین گھنٹوں میں ہم پہنچتے ہیں لیکن یہاں پر عیسیٰ خیل ایک Interchange ہے وہاں پر پتہ نہیں کس کے order سے اس کو بند کر دیا گیا ہے۔ مسافروں کو CPEC سے نیچے اتار کر گاڑیوں کو پھر دوبارہ CPEC پر چڑھایا جاتا ہے۔ ہم نے جب پوچھا بھئی مسئلہ کیا ہے تو کہنے لگے کہ I.G Police پنجاب کا order ہے۔ بھئی کس چیز کا order ہے؟ لوگوں کو کیوں اتارا جاتا ہے۔ جو مجھے سمجھ آیا ہے وہ تو یہ ہے کہ پنجاب کے ساتھی یا پولیس والے سمجھتے ہیں کہ جو بھتہ ہمیں ملنا چاہیے تھا وہ ہمیں نہیں مل رہا لہٰذا آئیں اس طرح وصول کریں۔ میں نے اس پر Calling Attention Notice بھی جمع کرایا ہوا ہے۔ مہربانی کریں اس کو روکیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یعنی بالکل CPEC کے مکمل روڈ کو بند کر کے آپ عیسیٰ خیل کے Interchange سے نیچے اتریں گے اور پھر دوبارہ اوپر چھڑیں گے۔ نیچے پولیس والے کھڑے ہیں۔ ہمیں تو نہیں روکتے۔ ہمیں تو وہ salute بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں آپ جائیں لیکن عام سواریوں کو، عام گاڑیوں کو اور جو مسافر ہیں ان کو روکا جاتا ہے اور پھر ان کے ساتھ جو رویہ رکھا جاتا ہے آخر کیوں؟ یہ کیا ہے ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی۔ تو براہ مہربانی ایک تو اس Road کے متعلق سوچا جائے کہ اس پر یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ نہیں ہونا چاہیے۔ حکومت وقت سے بھی ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ پنجاب کے I.G Police سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ چیزیں بند کی جائیں۔ آپ اس طرح کے کام کر کے کوئی نیک نامی نہیں پا رہے ہیں بلکہ بدنامی ہو رہی ہے۔ پولیس کی بدنامی ہو رہی ہے۔ پنجاب پولیس کی بدنامی ہو رہی ہے۔ پنجاب سے ایک طرف تو آپ علماء کو پیسے دیں اور دوسری طرف آپ اس طرح کا رویہ عوام کے ساتھ رکھیں گے یہ مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا اسحاق ڈار صاحب سے میری گزارش ہوگی کہ اس کا نوٹس لیں کہ آخر کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائدِ ایوان): میں clarify کر دیتا ہوں لیکن سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب! آپ ذرا دعا کرا دیں۔ آپ نے خود ہی کہا ہے۔ سب شہدا کے لیے دعا کروائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب! دعا کرلیں۔ میں نے سوچا کہ جب آپ کی تقریر ختم ہو جائے تو پھر دعا کرتے ہیں۔

(اس موقع پر مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، اسحاق ڈار صاحب۔ (جاری ہے۔۔۔T14)

T14-04Nov2025 Rafaqat Waheed/Ed: Khalid 7:30 pm

**Senator Mohammad Ishaq Dar**

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ایک تو میں گزارش کروں گا کہ مولانا عطاء الرحمان صاحب میرے لیے بھائیوں کی طرح بڑے محترم ہیں، انہوں نے پنجاب کے حوالے سے کچھ statements دی ہیں۔ ایک تو علماء کرام کے حوالے سے کوئی statement ہے، by the way میں نے نہیں دیکھی، ایک کوئی دس ہزار روپے دیتے ہیں اور پچیس ہزار دیتے ہیں، بہت ہی افسوس ناک ہے۔ اسی طرح انہوں نے سی۔ پیک کے بارے میں بتایا کہ وہاں سے اتارتے ہیں اور پھر رنگ روڈ پر لے جاتے ہیں، پھر وہاں وہ بھتہ دیتے ہیں، پھر وہ چڑھتے ہیں۔ یہ ایک بڑی افسوس ناک بات ہے۔

میں آپ کی اجازت سے سینیئر ایڈوائزر حکومت پنجاب، محترمہ سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ سے گزارش کروں گا۔ آپ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، آپ کا درجہ سینیئر ایڈوائزر کا ہے تو آپ اپنی پنجاب حکومت سے یہ information لا کر ہاؤس میں پیش کریں تاکہ نہ صرف مولانا عطاء الرحمان صاحب کو پتا چلے بلکہ پورے ہاؤس کو اس کا جواب مل جائے۔ اب انہوں نے جو دوسرا سوال کیا ہے، میرے خیال میں ہم سب کے لیے باعث فکر ہونا چاہیے اور باعث فکر ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا امن آگیا ہے، بڑے claim ہیں۔ مسلسل target کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی دکھ بھری کہانی ہے۔ اس پر اس ہاؤس کو سوچنے میں lead لینی چاہیے کہ اس کو ہم نے کیسے handle کرنا ہے۔

اگر آپ 2012 تک کا data نکالیں، ابھی آپ Google کریں گے تو نیچے آپ کو ریکارڈ میں مل جائے گا، 13-2012 تک number of terrorist or suicidal attacks بہت زیادہ peak کر چکے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ 2014 میں بجٹ منظور ہو چکا تھا۔ میں فنانس منسٹر تھا اور مجھ سے نیشنل سیکورٹی کمیٹی میں یہ پوچھا گیا کہ اگر ہم terrorists کے خلاف ملک میں operation شروع کریں تو کیا آپ finance کریں گے۔ میں نے پوچھا کتنی amount درکار ہو گی تو estimate بتایا گیا کہ 100 ارب روپے سالانہ اور شاید ایک سال نہیں بلکہ دو سال تک ضرورت پڑے۔ یہ اتنی بڑی amount تھی، میں آج سے دس سال پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں سول اور ملٹری لیڈرشپ جیسے آج بھی ہے، نیشنل سیکورٹی کمیٹی میں دونوں طرف سے نمائندگی ہوتی ہے، یہ اس وقت آج کی طرح ایک وبال جان بن چکا تھا۔ میں نے کہا کہ اس کام کے لیے جتنی بھی requirement ہو، ہمیں پوری کرنی چاہیے۔ اپنا پیٹ کاٹ کاٹنا پڑے، اگر ترقیاتی بجٹ کو کم کرنا ہے لیکن یہ کام اس وقت سب سے زیادہ priority والا ہے۔ جیسے آج پریشانی ہے، اسی طرح اس وقت پریشانی تھی۔ جیسے اگر آپ 13-2012 کی تقاریر نکالیں گے تو آپ کو مولانا عطاء الرحمان صاحب اور ہم جیسے لوگوں کی تقاریر میں یہ ساری چیزیں ملیں گی۔ آپ سب کو یاد ہوگا، میں صرف آپ کو یاد کروارہا ہوں کہ تقریباً دس سال پہلے ضرب عضب شروع کیا گیا۔ اس کے لیے ایک سال نہیں، تقریباً چار سال اس پورے operation کو finance کیا گیا۔ وہ وہاں سے بھاگ کر ملک سے باہر چلے گئے، کچھ ملک کے اندر آ گئے، جو ملک کے اندر آئے تھے، انہیں clean up کرنے کے لیے ردّالفساد شروع کیا گیا اور کراچی کی روشنیاں، جہاں آٹھ بجے تمام کمرشل ادارے بند ہو جاتے تھے، اس کی روشنیاں واپس لانے کے لیے کئی meetings میاں محمد نواز شریف نے بطور وزیر اعظم کراچی میں جا کر administration کے ساتھ کیں جس میں میں موجود ہوتا تھا۔ اس وقت وزیر داخلہ، چوہدری نثار تھے، وہ پوری ٹیم ہوتی تھی۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ آپ data نکالیں تاکہ آپ کو پتا چلے یا پھر کمیٹی کو دیں کہ وہ کام کرے، آپ کے researchers ہیں، ان کو یہ کام دیں اور ہمارے معزز ممبر کے ساتھ share کریں۔ اس operation کے نتیجے میں terrorist attacks کا rate بالکل negligible رہ گیا۔ پاکستانی قوم نے اس میں ایک بہت بڑی investment کی۔ ?What went wrong وہ چیز دیکھنا چاہیے تاکہ ہم آئندہ غلطی نہ کریں۔ میں کسی کو blame game میں نہیں ڈال رہا۔

سال 2020-21 میں آپ کے ہمسایہ ملک میں طالبان کی حکومت آ گئی۔ جس کا interim Afghan Government نام ہے یا Taliban Regime کہہ لیں۔ چار سال تک دونوں ملک کے درمیان کوئی باہمی serious قسم کا trade, economy کا تعلق نہیں تھا۔ مجھے پچھلے سال وزیر خارجہ کی بھی ذمہ داری ملی تو میں نے 19 اپریل کو یہ initiative لیا۔ میں افغانستان گیا، میں نے ان کے وزیر اعظم سے ملاقات کی، میں نے ان کے ڈپٹی وزیر اعظم سے ملاقات کی، میں نے ان کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی اور تمام subjects, trade, economy, political, refugees پر بات ہوئی۔ ہمارا مطالبہ کیا تھا؟ پاکستان کی طرف سے میں نے ان سے ایک چیز مانگی کہ آپ اپنی soil کو پاکستان کے خلاف دہشت گردی کے لیے استعمال نہ ہونے دیں۔ صرف ایک مطالبہ اور بہت اچھی meetings ہوئیں، بہت receptive بہت گرم جوشی اور پھر میں نے وہاں کام ختم نہیں کیا۔ مجھے پتا ہے کہ ہمارا سسٹم کیا ہے، میں تو وہاں فیصلے کرکے آ جاؤں گا، agree کرکے آ جاؤں گا، ہمارا سسٹم deliver ہی نہیں ہونے دیتا۔ وہاں ان کی سرزمین سے، متقی صاحب جو وزیر خارجہ ہیں، ان کے ساتھ کھڑے ہو کر میں نے پریس کانفرنس کی اور میں نے وہ پوری لسٹ پڑھی کہ trade میں ہم نے ان سے یہ وعدے کیے ہیں یا ان سے طے کیا ہے، political میں یہ کیا ہے، refugees کے حوالے سے یہ کیا ہے، ہر چیز وہاں مد نظر رکھی گئی جو کہ افغانستان اور پاکستان میں بیک وقت دیکھی گئی۔

میں نے واپس آ کر ان تمام چیزوں پر دو مہینے میں عمل درآمد کروایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال سے، پاکستان کا بہت بڑا potential ہے، پاکستان اگر سینٹرل ایشیا کے ممالک سے کسی بھی ملک کے ذریعے اگر بذریعہ ریلوے connect ہو جائے تو وہاں ان کا آپس میں ایک پورا نیٹ ورک ہے۔ ان کا چین کے ساتھ، روس کے ساتھ، یورپ کے ساتھ، ہر جگہ پر نیٹ ورک ہے۔ You are connected everywhere. لہٰذا، دو سال سے، جب PDM کی حکومت تھی، جب پیپلز پارٹی ہماری ساتھی تھی، اس وقت بطور وزیر خزانہ میں نے وزارت ریلوے کے ساتھ مل کر ایک پورا plan بنایا کہ اگر ازبکستان کی طرف ریلوے ہے، پاکستان کی طرف ریلوے ہے، اگر ہم trans-Afghan ریلوے کو خرلاچی کے ذریعے بنالیں، یہ کوئی 624 کلومیٹر کی ریلوے لائن ہے تو ہم پوری دنیا سے، پاکستان کے جو لوگ ہیں، پاکستان کی جو exports ہیں، پاکستان کے جو تاجر ہیں، ان سب کا بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس 19 اپریل کی goodwill کی وجہ سے اور جو آ کر deliver کیا، غالباً 17 جولائی کی تاریخ تھی، ازبکستان کے وزیر خارجہ، میں اور متقی صاحب کی میٹنگ میں یہ طے ہوا اور ریلوے کا یہ framework agreement sign ہو چکا ہے۔ ہماری feedback یہ تھی کہ بہت کوشش ہو رہی تھی کہ یہ جو connectivity ہے، اس کو کہیں اور

لے کر جایا جائے یعنی خرلاچی کے ذریعے پشاور نہ لایا جائے بلکہ ہرات کے ذریعے کہیں اور لے جایا جائے۔ جناب! ہر ملک کا اپنا اپنا interest اور agenda ہے لیکن نے وہ sign کر لیا ہے اور وہ process میں ہے۔

تیسری چیز چین کے ساتھ، دیکھیں، یہ ہماری goodwill ہے کہ ہمارا ہمسایہ ہے، ایک مسلمان ملک ہے، ہمسایے کو نہ ہم change کر سکتے ہیں اور نہ وہ کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی ہمارا اسلامی فرض ہے، تو میں نے اس spirit کے تحت اپنے تمام stakeholders کو convince کیا، وزیر اعظم کو، اپنی حکومت کو، stakeholders کو کہ ہمیں ان کو engage کرنا چاہیے اور ہم نے کیا لیکن بد قسمتی ہے، وہ جو مولانا صاحب فرمار ہے ہیں، کہ جب سے یہ حکومت IAG آئی ہے، gradually اگر ہر ہفتہ آپ پچھلے ہفتے سے compare کریں گے یا ہر مہینہ پچھلے مہینے سے compare کریں گے تو number of incidents بڑھے ہیں۔ شہادتیں زیادہ ہو رہی ہیں۔ اب میرے جیسا بندہ بھی سوچتا ہے کہ اتنا زیادہ کرنے کے باوجود، اگر ہم نے اپنے لوگوں کی، شہداء کی میتیں اٹھانی ہیں اور جا کر جنازے پڑھنے ہیں تو پھر اس کا حل کیا ہے؟ سب سے پہلے اس کی غلطی کیا ہے، ہمیں وہ سب سے پہلے دیکھنی چاہیے۔ غلطی یہ ہے کہ 2021 کی حکومت جب آئی تو اس کو ہم نے اتنا زیادہ بطور پاکستان کے، میں اپنی عادت کے مطابق کسی کے ساتھ blame game میں نہیں پڑنا چاہتا، پاکستان نے اتنا زیادہ outreach کر دیا کہ وہاں جا کر ہم کہتے ہیں کہ I am here for a cup of tea. اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات آسان کرے لیکن وہ cup of tea ہمیں بہت مہنگا پڑا۔ اس cup of tea نے پورے borders کو دوبارہ کھولا، یہاں سے بھاگے ہوئے پینتیس چالیس ہزار طالبان واپس آئے اور اس وقت کی حکومت نے 100 سے زیادہ hardened criminal جنہوں نے سوات میں پاکستان کے جھنڈے جلائے تھے، جو کئی کئی سو لوگوں کو پاکستان میں شہید کر چکے تھے، ان کو واپس release کیا۔ یہ سب سے بڑی mistake تھی۔ I am not against any person or any Government but this is fact. آپ بے شک fact finding کریں تاکہ آپ کو پتا چلے۔ لہٰذا، ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھالیں کہ ایسی غلطیاں دوبارہ نہ کریں۔ کوئی بھی ہو، ہماری حکومت ہو، کوئی اور حکومت ہو۔ یہ اللہ کی دین ہے، کس کو کب حکومت ملنی ہے، کتنی دیر ملنی ہے، یہ کسی کے بس میں نہیں ہے۔ اللہ چاہے جس کو حکومت دے دے اور جس سے چاہے لے لے لیکن ایسی غلطیاں نہیں ہونی چاہییں۔ This should be a lesson for us. کہ ہم نے آئندہ---                    (جاری---T15)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار:---(جاری)--- .It should be a lesson for us کم وقت میں good will کے طور پر یا ایک flow میں یا mood میں جب ایسی چیزیں ہوتی ہیں تو وہ قوم بھگتتی ہے۔ مولانا صاحب آپ نے کہا کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ جو ہماری problems ہیں، وہ اب اتنی بڑھ گئی ہیں کہ .we are back to the 2012 scale اب تو اس سے بھی زیادہ بڑھ گیا ہے اور ہر ہفتے ہو رہے ہیں۔ دیکھیں ابھی dialogue ہو رہے ہیں۔ ایک dialogue دوحہ میں ہوا جسے Defence Minister نے lead کیا۔ لمبے rounds ہوئے۔ اس کے بعد Turkiye میں ہوئے اور ابھی 6 نومبر کو پھر ہونے جا رہے ہیں۔ مجھے کل متقی صاحب کی 6 calls آئیں۔ میں نے ان کو کہا کہ ہم نے صرف آپ سے ایک ہی بات مانگی تھی اور یہ تھی کہ آپ کی سرزمین سے ہمارے ملک کے اندر اور نہ وہاں سے کسی قسم کی terrorist activities ہونی چاہیے اور آپ نے مجھے بھی اس پوائنٹ پر لا کر کھڑا کر دیا کہ میرے جیسے اسلامی ملک کا، ایک ہمسایہ ملک کا جو supporter ہے، جو اسلام اور قرآن حکیم کے تحت آپ کی مدد کرنا چاہتا ہے، آپ کی hand holding کرنا چاہتا ہے، آپ کے اس کام نے مجھے بھی اس وقت لا کے ساکت کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جو کمیٹیاں ہیں، آپ کے پاس جو یہ لوگ ہیں، یہ ایک بہترین گروپ ہے۔ تمام صوبوں سے ایوان میں لوگ بیٹھے ہیں۔ ان میں کوئی law expert ہے، کوئی agriculture میں ہے، کوئی اسلامیات میں ہے اور کوئی کسی اور subject میں تو ان سے فائدہ اٹھائیں۔ ملک کے لیے سوچیں کہ ہم کس طرح اس لعنت اور ناسور کو ختم کریں اور مل کر ختم کریں۔ انہوں نے مدارس کی بات کی۔ میں ان کا بہت promoter ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ آج سے چند سال پہلے اللہ کے فضل سے ملک میں 38 ہزار مدارس تھے۔ سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن صاحب آپ کو مبارک ہو کہ اب وہ ڈیڑھ لاکھ مدارس ہو چکے ہیں۔ میں خود بہت بڑا عالم نہیں ہوں لیکن میں اپنے علم کے لیے ان چیزوں کا data اکٹھا کرتا رہتا ہوں۔

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مل کے اور بلکہ اس House کو حکومت کو تجاویز دینی چاہیے کہ اس ناسور کو ہم نے دوبارہ کیسے ختم کرنا ہے۔ حکومت نے ایک clear فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہم آخری دم تک لڑیں گے۔ TTP یعنی فتنہ الخوارج اور BLA یعنی فتنہ الہندوستان وہاں موجود ہے۔ ان کی multiple times evidence بھی دیے جا چکے ہیں اور میری خواہش اور دعا ہے کہ یہ

معاملہ حل ہو اور ہم ایک دوسرے کی مدد کریں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو افغانستان، ایران اور جتنے ہمارے ہمسایہ ممالک ہیں، ان کے ساتھ تعلقات کو positively آگے لے کے جانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے behalf پر اور جو مجھے قلم دان دیا گیا ہے، یہ میری ذمہ داری ہے لیکن جب بات آئے گی پاکستان پر اور پاکستانی جب اپنے جوانوں کی، اپنے officers اور civilians کے جنازے اٹھائیں گے تو دل بہت دکھتا ہے کہ ہماری سوچ کیا ہے اور ان کی کیا ہے۔ امید ہے کہ ان شاءاللہ یہ چیز 6 نومبر کو آگے جائے گی اور اگر کوئی اور بات ہے تو میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں، شکریہ۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی مولانا صاحب، بات کریں۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب، ان کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔ میں بیٹھا ہوں۔ سب کو وقت دوں گا۔

## Senator Atta-ur-Rehman

سینیٹر عطاء الرحمٰن: میں اسحاق ڈار صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ جب ایسی کبھی بھی کوئی مشکل آتی ہے جس میں علماء کرام کی رائے لینی ہو یا اور چیزیں جس میں آپ کی مدد کرنی ہو تو جمیعت علمائے اسلام اور اس کی قیادت نے تمام مکاتب فکر کو اکٹھا کیا۔ انہیں لاہور میں بٹھایا اور وہاں سے متفقہ فیصلہ دیا کہ پاکستان کے اندر militancy, پاکستان کے اندر بندوق اٹھانا اور پاکستان کے اندر اس طرح کی کارروائیاں کرنا، یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ اب اس کے بعد آپ یہ بتائیں کہ اس وقت پاکستان کی کل آبادی کتنی ہے اور اس میں یہ لوگ کتنے ہیں؟ 20 لاکھ ہوں گے یا 25 لاکھ۔ آپ میرے شناختی کارڈ کی وجہ سے مجھے موت کے قریب سے نکال لائیں گے کہ عطاء الرحمٰن نے یہ جرم کیا ہے لیکن یہ 20 یا 25 لاکھ آپ سے manage نہیں ہو رہے ہیں۔ کیوں! یہ سوال ہے۔ دوسری بات یہ کہ آپ کے مقابلہ میں جو ملک ہے، اس کی military اور آپ کی کتنی ہے۔ آپ ایک رات میں ان کو سبق سکھا سکتے ہیں اور پھر جب اپنے ملک کی بات آتی ہے تو یہ 20 یا 25 لاکھ ہمارے لیے درد سر بن جاتے ہیں اور ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر serious فیصلے کرنے ہیں تو کریں، جمیعت علماء اسلام آپ کا ساتھ دے گی لیکن اس طرح نہیں کہ آپ میرے گاؤں میں آکر میرے گھر پر راکٹ

برسائیں، میرے مدرسے پر راکٹ برسائیں، میرے علماء کو شہید کریں اور پھر یہ توقع رکھیں کہ جمعیت علماء اسلام میرا ساتھ دے گی، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

**<u>Senator Mohsin Aziz</u>**

سینیٹر محسن عزیز: شکریہ، جناب چیئرمین! دیکھیے ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ہمارا وجود اس ملک کی وجہ سے ہے۔ ہم جو قائم ہیں،اس ملک کی وجہ سے قائم ہیں۔Pakistan First لیکن ساتھ میں جب وزیر خارجہ صاحب ایکinstance کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ اس غلطی کی وجہ سے آگے یہ سب ہوا، .here is where I disagree دیکھیے بات ایسی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ 35اور40 سال کیpolicies کا خمیازہ ہم آج بھگت رہے ہیں۔ اگر کھل کے بات کرنی ہے تو یہاں کھل کے بات کی جائے چاہے پھر وہ Establishment ہو، کوئی پارٹی ہو یا کوئی انفرادی شخصیت، وہ اس میں ناراضگی نہ لے۔ سینیٹر فلک ناز صاحبہ، آپ ڈار صاحب کو ذرا سننے دیں کیونکہ میں انہیںrequest کررہاہوں۔ بات یہ ہے کہ ہمیں 35 سالوں سے یہ بتایا جارہاہے اور خاص طور پر یہ دیکھاجانا چاہیے کبھی ان کو طالبان کہا جا رہا ہے اور کبھی مجاہدین کہا جا رہا ہے۔ ہمیں جو کہا جاتا ہے، ہم وہی ان کو کہہ دیتے ہیں۔ ہمیں تو کہا جا رہا تھا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اورrefugees ہیں۔اس وقت کیا پالیسی بنی تھی اور کیوں بنی تھی؟ ان کو بارڈر پر کیوں نہیں رکھا گیا تھا؟ ان کو شہروں میں کیوں بلایا گیا تھا پھر ان کو واپس کیوں نہیں بھجوایا گیا تھا؟ یہ صرف ایک یا دو صوبے میں کیوں تھے؟ یہ سارے پاکستان میں کیوں نہیں آئے تھے؟ جب زیادہ خرابی آتی ہے تو سب سے زیادہ brunt کون face کرتا ہے؟ وہ خیبر پختونخوا کرتا ہے جو اس وقت NWFP تھا اور بلوچستان کرتا ہے ۔جب وہ صوبے خراب ہو جاتے تھے، economically تباہ ہو جاتے تھے، ہر روز وہاں سے یہ خبر آیا کرتی تھی کہ وہاں پر خون بہہ رہا ہے، ہر روز وہاں سے خبر آتی تھی کہ بازار اجڑ گئے، کوئی بم پھٹا تھا، اس کا زیادہ effect کس پر ہوا۔Economically کون تباہ ہوا؟ Infrastructure کس کا تباہ ہوا؟ اس کے بدلے میں اس صوبے کو کیا ملا؟ یہ بہت ساری باتیں ہیں جو اگر کی جائیں تو پھر کھل کے کی جائیں۔ بے شک ان کیمرہ کی جائیں لیکن کھل کے کی جائیں۔

جناب! ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ جو effect آتا ہے خاص طور پر ہمارے tribal areas میں، جس میں dislodging ہوئی۔ کس طریقے سے وہاں کے لوگ اپنے گھروں سے اجڑ کر IDPs بن جاتے ہیں پھر ان کو کس طریقے سے rehabilitate کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جاتا۔ میں کہنا چاہتا ہوں اس میں ایک دور کو، ایک ہی جرنیل کو، ایک ہی cup of tea والی بات کو مورد الزام نہیں ٹھہرانا چاہیے۔ یہ ہماری policies کا یا تو continuous failure ہے یا ہماری quality سوچ کا فقدان ہے جس کی وجہ سے ہم آج اس نہج پر پہنچے ہیں۔ ہاں اب بھی وقت ہے کہ ہم اور مختلف طبقات کے لوگ اس پر بیٹھیں۔ جیسے مولانا صاحب نے کہا، بالکل ٹھیک کہا کہ ANP ہے، ہم لوگ ہیں اور باقی لوگ بھی ہیں۔ سب پاکستان کی بات کرنا چاہتے ہیں، امن چاہتے ہیں اور امن غیرت سے چاہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم کوئی بے غیرتی سے امن چاہتے ہیں۔ ہم غیرتی قوم ہیں۔ غیرت کے نام پر ان شاء اللہ لڑیں گے لیکن policies وہ دی جائیں جو ایک individual یا ایک پارٹی کی وجہ سے نہ ہوں، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی سینیٹر دنیش کمار۔

**Senator Danesh Kumar**

سینیٹر دنیش کمار: بہت، شکریہ۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ڈار صاحب یہاں موجود ہیں اور آج انہوں نے بہت ہی اچھا policy بیان دیا ہے۔ ڈار صاحب میری آپ سے ایک request ہے کہ دیکھیں مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ اہل بیت نے برصغیر میں جب پہلا قدم رکھا تو میرے خاندان کے پاس رکھا اور ہمارے خاندان کو حسینیت کا درجہ ملا ہوا ہے۔ ہم حسینیت ہندو ہیں۔۔۔ (جاری T16)

T16-04Nov2025 Taj/Ed. Shakeel 07:50 p.m.

سینیٹر دنیش کمار: (جاری۔۔۔) اور ہمارے خاندان کو حسینیت کا درجہ ملا ہوا ہے، حسینیت ہندو ہیں۔ ڈار صاحب! آپ یہ سوچ لیں کہ ہمارا دشمن انڈیا، وہ چانکیہ پالیسی پر عمل درآمد کر رہا ہے اور افغانستان کو استعمال کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ ہم بھی افغانستان کے خلاف ایسے اقدامات کریں کہ وہاں کے عوام ہمارے خلاف ہو جائیں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے اتنی بڑی کوشش کی، وہاں گئے trade کے حوالے سے ان سے بات کی۔ وہاں پر بہت سے لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ وہ نہیں چاہتے اور کافی ایسے لوگ ہوں گے جو چاہتے ہیں کہ پاکستان سے ہم دوستی رکھیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ مزید کوشش کریں کہ مذاکرات کے ذریعے معاملات کو حل کریں۔ جنگ کے نقصانات دونوں

ممالک کو ہوں گے۔ وہاں کے عوام بھی دربدر ہوں گے اور یہاں کے عوام بھی دربدر ہوں گے۔ آخری حد تک جائیں۔ جناب! دیکھیں یہ اپنے ہمارے ہاتھ سے کیا ہوا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول ہے کہ اُس کے شر سے بچو جس پر احسان کیا ہے۔ اب اگر وہ شر پر اترے ہوئے ہیں تو اس شر سے بچنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ اس شر کو ہم ایک اچھے طریقے سے نمٹائیں اور ایک انسانیت کے حوالے سے کیونکہ وہاں بھی انسان بستے ہیں اور یہاں بھی انسان بستے ہیں۔ آپ نے کہا کہ وہاں بھی مسلم بستے ہیں اور یہاں بھی مسلم بستے ہیں۔ ہمارا دشمن انڈیا اس چیز کا فائدہ اٹھائے گا۔ بار بار دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ جی ہم triangle exercise کر رہے ہیں اور پاکستان کو سبق سکھائیں گے۔ اگر پاکستان پر بری نظر کی تو اب یہ سات زیرو نہیں ہوگا، ستر زیرو ہوگا۔ پاکستانی قوم غیرت مند قوم ہے اور مودی جی میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی ایک کروڑ اقلیتی برادری اپنی پاک فوج کے ساتھ ہے اور وہ فرنٹ لائن پر ہوگی۔ یہ نہ سوچیں کہ ہمیں دھمکی سے ڈرایا جائے گا، دھمکی سے ہمارے حوصلے اور بلند ہوتے ہیں مگر میں پھر بھی یہاں پر کہوں گا کہ مودی جی! خدارا! آپ بھی جنگ کی بات مت کرو کیونکہ وہاں بھی انسان بستے ہیں، یہاں بھی انسان بستے ہیں۔ آپ انسانیت کے لیے کہ ایک فرعون نہ بنو۔ مودی جی کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کی تو اپنی اولاد نہیں ہے، آپ کو کیا پتا کہ کتنوں کی مانگیں اجڑ جائیں گی، کتنے بچے یتیم ہو جائیں گے۔ آپ کو اس چیز کا احساس نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ مذاکرات آخری option ہو۔ اگر کوئی اینٹ پھینکتا ہے تو ہم نے پتھر سے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب اسحاق ڈار صاحب! آپ بھی بیٹھے ہوئے ہیں، میری ایک گزارش تھی کہ سندھ میں ہماری ایک ہندو بچی پانچ، چھ سال کی عمر میں تھی، اسے اغوا کی گئی۔ اس کا پتا بھی ہے جنہوں نے اغوا کیا ہوا ہے۔ سندھ کے وزیر داخلہ لنجار صاحب نے ایوان کے floor پر کہا تھا کہ ہمیں پتا ہے کہ بچی کس کے پاس ہے، ہم ایک ہفتے میں اسے بازیاب کر کے آپ کے حوالے کریں گے مگر آج تک وہ بازیاب نہیں ہوئی۔ یہ مسئلہ اتنا highlight ہوا ہے کہ جب بھی ہم باہر جاتے ہیں تو لوگ ہمیں بار بار کہتے ہیں کہ آپ ایک ہندو بچی کو بازیاب نہیں کرا سکتے تو آپ کس طرح سے کہتے ہیں کہ پاکستان میں آپ آزاد ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں، بالکل ہم پر کوئی مذہبی پابندی نہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ اکثریت کے ساتھ بھی بہت سے ایسے cases ہیں جہاں پر معاشی ناانصافی ہے تو وہاں اقلیتوں کے ساتھ بھی ہے۔ جناب! یہ ایک مخصوص کیس ہے، اگر آپ اس پر توجہ دیں تو آپ کی بہت بڑی مہربانی ہوگی۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی بلال صاحب! اس کے بعد آپ کو وقت دیتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحبہ! میں لسٹ کے مطابق آ رہا ہوں۔ جی سیف اللہ ابڑو صاحب۔

**Senator Saifullah Abro**

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: شکریہ، جناب چیئرمین! Issues تو بہت ہیں پچھلے اجلاس میں کسی کو بھی بات کرنے نہیں دی گئی، کافی issues تھے، ایشیا کپ تھا، اس کے زخم میں تازہ تھے، ہم نے لگاتار تین شکستیں کھائیں۔ اُس کے بعد شرم الشیخ میں بڑی کانفرنس ہوئی جس میں وزیراعظم صاحب نے بھی شرکت کی۔ کافی issues ہیں لیکن ابھی دنیش بھائی نے بھی مودی کی بات کی تو پہلے میں نے کہا میں مودی سے ہی شروعات کرتا ہوں، بہتر ہے continuity ہوگی اور مودی کو مزہ آئے گا۔ مودی یہ سمجھ بیٹھا ہے، آپ نے دیکھا ہے کہ پاکستان میں جب بھی کوئی مسائل ہوتے ہیں تو انڈیا سے statement آتی ہے، اس کی investigation ہونی چاہیے۔ جب غزہ کی کانفرنس ہوئی اور وہاں آپ کو پتا ہے کہ جو ٹویٹ کے ذریعے حمایت کی گئی، بے شک، بعد میں فلسطین نے تو مانا، ان کا اپنا issue ہے لیکن ہمارے colleague بھی ہیں، نائب وزیراعظم بھی ہیں، ان کی بڑی عزت ہے۔ اسحاق ڈار صاحب نے خود قومی اسمبلی میں admit کیا، وزیراعظم صاحب نے جلدی میں اس کا جواب دیا تھا۔ ٹھیک ہے ہو جاتا ہے، کوئی مسئلہ نہیں لیکن بات یہ ہے کہ مودی شاید اس کو جلدی سمجھ بیٹھا، مودی نے کہا کہ میں اتنے دنوں میں حملہ کر دوں گا۔ او مودی! تم کیا کر پاؤ گے؟ پہلے تو کچھ بھی تمہیں جواب نہیں ملا، اس مرتبہ اگر تم نے حملہ کیا تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ وزیراعظم شہباز شریف صاحب[3] [****] تمہارے علاقوں میں آ کر آپ کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ زندگی بھر آپ یاد رکھیں گے کہ شہباز صاحب۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ الفاظ حذف کر دیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: کون سے الفاظ حذف کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جو ابھی آپ نے بولے تھے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: مودی کے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، دوسری بات جو آپ نے کی تھی۔

[3] *"Words expunged as ordered by the Presiding Officer."*.

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: [****] والا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ہاں، [****] کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن۔جی۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: کون جائے گا؟ کوئی تو جائے گا اس [****] سے۔ میں تو آپ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ویڈیو یہاں پر چلائیں۔ آپ یقین کریں کہ ٹرمپ بھی پریشان ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ٹرمپ صاحب نے کیا کہا۔ اس نے کہا کہ اس کو خود بھی یقین نہیں آ رہا تھا، جتنی اس کے ساتھ نیکی کی گئی، نیکی تو دنیا کرتی ہے اس کے ساتھ ہم کیا کریں گے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ جی دیکھو وزیراعظم پاکستان کہہ رہے ہیں کہ میں نے لاکھوں زندگیاں بچائی ہیں، اس کو خود یقین نہیں آ رہا تھا۔ پھر کہہ رہا ہے کہ وزیراعظم پاکستان بالکل خوشی سے کہہ رہے ہیں کہ جی دیکھو میں نے 30 سے 50 لاکھ زندگیاں بچائی ہیں۔ اس کو خود یقین نہیں آ رہا تھا۔ ہم نے اس کو Nobel Prize کے لیے نامزد کیا، مطلب یہاں سے recommend کیا گیا، دوبارہ اس کو recommend کیا گیا۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ویڈیو یہاں پر چلائیں۔ اس statement کے بعد میں تو وزیراعظم صاحب کا اتنا عاشق بن گیا ہوں، وہ ویڈیو یہاں پر چلائیں اور بار بار چلائیں وقت کہ وہ کیسے وزیراعظم کو انگوٹھا مارتے ہیں، آپ confidence کی ایک level دیکھیں۔

بات یہ ہے کہ پاکستان میں اتنے مسائل ہیں، ہم اپنے ملک کو بھی دیکھیں۔ افغانستان وہی تھا جس کے لیے ہم نے اپنے ملک کا امن داؤ پر لگایا۔ آج وہی افغانستان ہمیں آنکھیں دکھا رہا ہے۔ میں نائب وزیراعظم صاحب سے التجا بھی کرتا ہوں کہ اگر ہم نے افغانستان سے بات کرنی ہے تو آپ اس کو lead کریں اور کم از کم خواجہ آصف کو نہ بھیجیں۔ خواجہ آصف آپ کو کہیں نہ کہیں لڑا دے گا۔ آپ daily ان کی statements تو سنیں۔ بھائی! یہاں تو آپ بھڑکیں مارتے ہیں۔ جب آپ قطر گئے تو آپ اپنا چہرہ تو دیکھیں، پھر جب آپ ترکیہ گئے تو اپنا چہرہ دیکھیں۔ ڈار صاحب نرم اور دھیمے لہجے میں بات کرتے ہیں۔ ان کو lead کرنا چاہیے بجائے یہ کہ خواجہ آصف جائے۔ ہم پہلے ہی انڈیا سے مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اب دوسرے بارڈر پر پھر جنگ چھڑ جائے اُن لوگوں سے جن لوگوں کو آپ نے کتنے سالوں سے سپورٹ کیا ہے۔ اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ افغانستان جیسا ملک، جیسے ابھی ہمارے ایک سینٹر نے کہا کہ وہ ایک چھوٹا سا ملک ہے، ہماری آرمی نے ان کو ایسا جواب دیا ہے کہ ان کی ہوا نکل گئی ہے۔ آپ کرکٹ کو دیکھیں۔ ان کے cricketers دبئی میں ایسے feel کر رہے تھے جیسے ہم نے ان کے ساتھ کوئی گناہ کیا ہے۔ اس کے ہر بندے کی پاکستان سے بڑی ناراضگی ہوتی ہے، غصہ دکھاتے ہیں۔ آپ ان کے کرکٹر راشد خان کو دیکھیں، ان کے دوسرے کرکٹرز کو دیکھیں۔ وہ ہمارے پاکستانی کرکٹرز سے لڑتے ہیں۔ او بھائی! آپ پشاور میں ہمارے clubs میں آ کر کرکٹ کھیلیں صرف

انڈیا کے support میں، وہ انڈیا کے support میں ہمارے ملک کو آنکھیں دکھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ تو لازمی ہے دیکھیں جی یہ ملک ہے نا۔ ہماری آرمی ہے یا ہمارے ادارے ہیں تو وہی اس کو support کریں گے۔ انہوں نے ایک دو دن میں ایسا جواب دیا کہ وہ منتیں کرتے رہے کہ ہمارے ساتھ بات کریں لیکن خواجہ آصف کی statement کی میں مذمت کرتا ہوں کہ جب اس نے ترکیہ سے واپسی پر کہا کہ نہیں جی افغانستان والے ہماری باتیں نہیں مان رہے ہیں۔ کیا یہ بات کرنے کی ہے؟ آپ nuclear state ہیں۔ افغانستان کون ہوتا ہے؟ مولوی عطاء الرحمٰن صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ ایک دن بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ نہیں کر پایا جب پاکستانی افواج نے اس کو جواب دیا۔ تو ایسی باتیں کرکے آپ اپنے اداروں کو کیوں demoralize کر رہے ہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ اُس کے interviews پر بھی پابندی لگنی چاہیے۔ وہ گیا تھا اور مہدی حسن کو interview بھی دیا۔ وہ سمجھ بیٹھا تھا کہ پاکستان میں کسی چوہدری کے ٹی وی چینل پر بیٹھا ہوا ہے۔ مہدی حسن نے اُس کا کیا حشر کیا۔ ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے ملک کی عزت اور وقار پر بات آئے۔ آپ کو ایسی بات کرنے کا کیا فائدہ ہے، کیا ہر مرتبہ بولنا کوئی اچھا ہوتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب سنجرانی صاحب تھے۔ ہماری یہ بہن بیٹھی ہیں، میڈم زرقا بیٹھی ہیں، قومی اسمبلی میں مشترکہ اجلاس میں اُس نے ہماری ان دونوں بہنوں کی تذلیل کی تھی، تضحیک کی تھی۔ (جاری۔۔۔T17)

**T17-04Nov2025 Ali/Ed: Khalid 08:00 pm**

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: (جاری ہے۔۔۔۔) جب National Assembly میں joint session میں اس نے ہماری ان دونوں بہنوں کی تذلیل و تضحیک کی تھی تو میں نے یہاں اس House میں کہا تھا کہ اس کو پان کھلاؤ، پان کھائے گا تو زبان control میں رہے گی بات نہیں کر پائے گا۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ سینیٹر اسحاق ڈار صاحب lead کریں، اس کو پان کھلائیں اتنا کھلائیں کہ یہ بات نہ کر پائے۔ یہ افغانستان سے ہماری جنگ کرادے گا۔ Recently ابھی جو ہے۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: پانچ منٹ جناب! یہی تو بات ہے ہم 23 members ہیں جناب، largest Opposition party ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ماشاء اللہ جناب! آپ ہمارے بڑے سلجھے ہوئے، بڑے پیارے دوست ہیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: نہیں جناب! ہم بڑے نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ پیارے دوست ہو ہمارے میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جو باقی دوست بیٹھیں ہیں ہمارے ان کو بھی تھوڑا موقع مل جائے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں اسی پر آ رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ماشاءاللہ please جناب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جب آپ کو دیکھا ہے یقین کریں آپ کے لیے ہمارا دل باغ باغ ہے کہ آج آپ بیٹھے ہیں تو آج dinner اکٹھے کریں گے کیونکہ ہم نے سوچا تھا کہ کوئی اور آئے گا تو ہمارے بازوں کے پھر muscle pull ہو جائیں گے احتجاج کرتے کرتے، ہم تو خوشی سے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ بات یہ ہے آپ اور ہم تو ساتھی ہیں دکھ سکھ کے، آپ کو یاد ہوگا 2018 سے آپ کی جماعت ہماری جماعت ساتھ، بس کبھی کبھی یہ چیزیں آ جاتی ہیں۔ کبھی کوئی اوپر بیٹھتا ہے تو کوئی نیچے بیٹھتا ہے یہ چیزیں چلتی رہتی ہیں۔ مجھے ہماری ایک colleague پر افسوس ہوا، اس نے آئین کا، rules and regulations کا book نکالا کاش وہ rules and regulations کو 2018 سے لے کر اپریل 2022 تک جب ہماری گورنمنٹ پی ٹی ائی کے ساتھ اتحادی تھی تو اس وقت وہ rule دکھاتی تو اچھا نہیں ہوتا۔ دکھ اور افسوس ہوتا ہے، دیکھیں بات یہ ہے کہ احتجاج اس House میں ہوتا ہے، members آ جاتے ہیں، بولنے نہیں دیا جاتا ہے، largest Opposition party ہیں۔ ابھی تو ہمارے پارلیمانی لیڈر صاحب اٹھ گئے ہیں، Opposition Leader نہیں ہے ہم تو یتیم ہو گئے، ہمیں کون وقت دے گا یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے وقت دیا۔ تو ہماری بہن نے بڑا غصہ دکھایا کہ جی ہم بناتے ہیں جی ہم توڑتے ہیں، بالکل آپ بناتے ہیں آپ توڑتے ہیں، آپ سے ضد بازی نہیں ہے۔ لیکن اب history کو یاد کریں جب 2018 میں آپ کی قومی اسمبلی کے elections ہوئے تو آپ کے پانچ MNAs تھے، جب 2024 کے elections ہوئے تو ابھی آپ کا ایک MNA ہے وہ ایک ہی Minister ہے جو حقیقت ہے۔ ہم بھی تھے۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل جناب یہ fact ہے، جیسا کہ آپ نے کہا کہ یہ تو وقت ہے بدلتا رہتا ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: 2021 میں ہم اور آپ جب Senator بنیں تو اس وقت 12 Senators تھے تو آج 4 Senators ہیں، تو یہ کون بناتا ہے کون توڑتا ہے۔ تم بھی آ گئے ہو کیا؟ پانچواں کون سا، پانچواں میں خود ہی نہیں مانتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! آپ Chair کے ساتھ بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: یہ ظالم ہے بیچ میں بولا، چیئرمین صاحب بات یہ ہے کہ حقیقت میں ہم سب آپس میں بھائی ہیں، یہ family ہے۔ ہم سے، PTI سے کوئی گناہ سے ہو گیا ہے جس کی کوئی تدارک نہیں ہوتا، گھر میں ناشتا نہیں ملتا غصہ PTI پر، کہاں جائیں۔ ہم پر غصہ، گھر میں غصہ، یہاں پر غصہ ہم غصہ دیکھ دیکھ کر پاگل ہو گئے ہیں، دماغ جماعت ہمارے خشک ہو گئے ہیں۔ آپ ان کو منع کریں۔

کاغذ ہے، چلیں بھائی اگر staff نہیں تو ہم ان کو یہاں سے جمع کر کے باہر کر دیں گے، تکلیف نہ اٹھائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دور دور کی بات ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: ایک دو منٹ۔ میں پہلے بھی یہاں آیا، میرے خیال میں PPP کا کوئی دوست نہیں بولے گا، میں ڈار صاحب کے ایک lighter board پر ایک چیز add کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک PPP آپ کے ساتھ on board نہیں ہے ان کی CEC meeting چھ تاریخ کو ہے، وقار صاحب ایسا ہی ہے نا۔ مجھے پتا ہے یہ بھائی نہیں بول پائیں گے ان کی مجبوری ہے، میں ان کی ترجمانی کرتا ہوں۔ چھ تاریخ کو ان کی CEC meeting ہے لیکن جب ترمیم آئی تو مجھے ایک بات اچھی لگی۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: باقی لوگوں نے بھی بولنا ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے ایک بات زبردست کی کہ اس ایوان میں lay ہو گی سب discuss کریں گے۔ سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب لازمی ہے جس کی حکومت ہوتی ہے وہ لاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ تین سال آٹھ مہینے میں قرآن ہم نے بھی نہیں پڑھے تھے۔ آپ کو یاد ہے کہ ہمارے بھی Finance Minister بنا تھا وہ بھی ایسے ایسے آستیں اوپر کر کے کہ میں IMF کی طرف

نہیں جاؤں گا، اس نے اعلان کر دیا کہ میں ایک کروڑ نوکریاں دوں گا، 50 لاکھ گھر دوں گا، اسد عمر صاحب اتنے بڑے لیڈر وہ ایک دن بیچارہ برداشت نہیں کر رہا، دوبارہ ہماری لیڈرشپ کرنا چاہتا ہے۔ تو Party میں اسے لیڈر آتے ہیں جو باتیں کرتے ہیں۔

اچھی بات ہے جب بھی آپ کی کوئی amendment آتی ہے تو سب دوستوں کو موقع ملنا چاہیے، یہاں سب اپنی بات کریں کیونکہ کافی چیزیں ہیں ہمیں پتا نہیں کیا آرہا ہے لیکن جو بھی چیزیں ہیں majority ہے آپ ویسے ہی کروالیں گے۔ لیکن کافی ایسی بھی چیزیں ہیں میں آپ کو۔۔ آدھا منٹ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں دس منٹ ہو گئے ہیں، باقی دوستوں نے بولنا ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: ایک ایسا issue ہے جو سب صوبوں کا ہے، کامل علی آغا صاحب اٹھ گئے ہیں ہماری Economic Affair Committee کا میں سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب سے پھر ایک التجا کرتا ہوں کہ آپ لوگ وہ بھی اس میں add کیجیے گا۔ سینیٹر کامل علی آغا صاحب آپ کے اتحادی ہیں، سینیٹر ہدایت اللہ خان آپ کے اتحادی ہیں، بہن اور ہم ممبر ہیں Economic Affair Committee کے، یقین کریں پورے پاکستان میں جتنی PPRA violation کے by-laws کی ہو رہی ہے آپ کی سوچ ہے سوائے وفاق کے۔ وفاق میں PPRA اس پر عمل کرتا ہے، PPRA نے announce کیا کہ سب E-Paid پر آجائیں، اس وقت پنجاب 90% آیا ہے اور تین صوبے اس کو سوچتے ہی نہیں۔ KP تھوڑا بہت، سندھ میں تو SPPRA PM کی ہی بات نہیں مانتا اور یقین کریں بلوچستان تو ان چیزوں کو مانتا ہی نہیں، اتنی illegal tendering ہو گی ہے، ہمارے پیسے ہیں۔

خدا کے واسطے ان کو PPRA کے control میں لائیں، PPRA کے under لائیں۔ آپ سندھ آجائیں، سندھ میں 90% payment ایک company لیتی ہے، Highways, Irrigation دو departments ہیں جن کا کسی E-Paid پر ذکر نہیں ہے۔ آپ بلوچستان میں جائیں کچھ بھی نہیں ہے، KP میں جو نیا پاکستان ہے جو بھی ہمارے CM Sahib گئے ہیں، وقار صاحب بیٹھے ہیں ہماری discuss ہوئی ہے ADP Project پر ،آپ وہاں دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جناب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: خدا کے واسطے ان سارے صوبوں کو PPRA کے under لائیں، یہ قانون ساز عمل کریں، ملک کے پیسے بچائیں، corruption سے بچیں۔ بالکل بڑی تباہی ہو رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب دیکھیں آپ کو full time دیا ہے، باقی دوست بھی ہیں وہ بھی بولنا چاہتے ہیں۔آپ کو بھی، آپ کے دوستوں کو بھی موقع دیا تو اب باقیوں کو بھی آپ موقع دیں۔ یہاں سے کسی نے بھی بات نہیں کی، میں نے یہاں سے کسی کو بھی موقع نہیں دیا۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! ایک چیز ،آخری بار۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں تو آٹھ منٹ سے سن رہا ہوں کہ آدھا سیکنڈ، ایک سیکنڈ، دیکھیں سیف اللہ ابڑو صاحب سب نے بات کرنی ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: اس میں آدھا منٹ آپ بول رہے ہیں تو دس سیکنڈ میں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ تو آپ خود اس طرح بات کرنا چاہ رہے ہیں، میں تو کہہ رہا ہوں کہ آپ بات کرکے بیٹھ جائیں، بارہ منٹ ہو گئے ہیں، باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: آدھا منٹ دیں، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ پورے پاکستان میں Pak PWD ختم ہو گیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ اجلاس ختم نہیں ہوگا، اجلاس چلے گا، آپ کو پھر موقع ملے گا، ان شاءاللہ آپ کو دوبارہ موقع دیں گے۔ باقی دوستوں کو بھی بولنے دیں، ڈاکٹر صاحبہ بھی بیٹھیں ہیں۔ دیکھیں ابڑو صاحب باقیوں نے بھی بات کرنی ہے، سمیٹنا بھی ہے،

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: مجھے خوشی ہو گی اگر کوئی حکومت کا بندہ بولے گا تو اس میں بھی آپ ایسے ہی بولیں گے۔ پھر آپ لوگ شکایت کرتے ہیں، یہ غلط ہے ہم اپنے کوئی ماں باپ کی بات یہاں نہیں کرتے، ہم اپنی ذاتی بات نہیں کرتے، ہم پاکستان کی عوام کی بات کرتے ہیں۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں، آپ آجائیں PPRA پر۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ جذباتی نہ ہوں، کسی کا دل کرے نہ کرے آپ ہمارے پیارے بھائی ہو، آپ بہت پیارے انسان ہیں، آپ کی پارٹی آپ خود ماشاءاللہ۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: پورے پاکستان میں PWD بند ہو گیا ہے، بند نہیں ہوا تو صرف سندھ میں نہیں ہوا۔ سندھ میں اس وقت irrigation department نے نام تبدیل کرکے PWD رکھا ہے Pappu Chana Works Department, 90% کام جو ہیں وہ ایک کمپنی کو ملتے ہیں without tender without SPPRA, pappu chana works department, خدا کے واسطے سندھ کو بچائیں خدا کے واسطے میں آپ سے التجاء کرتا ہوں کہ پورے پاکستان میں PPRA کے bylaws adopt کریں، مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر بلال احمد خان صاحب، جناب! اس کے بعد کریں۔

**<u>Point of Public Importance raised by Senator Bilal Ahmed Khan regarding fares of airlines and flight operation in Balochistan</u>**

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین، باتیں کرنے کو تو بہت ہیں جس طرح میرے Honourable Colleague Senator Saifullah Abro Sahib نے بات کی کہ یہاں سے کوئی بات نہیں کرے گا ہماری طرف اشارہ کرکے کہا انہوں نے۔ بالکل الحمدللہ ہم اپنی ایک formation of CEC رکھتے ہیں اور CEC میں جو فیصلے ہوں گے ہم ان فیصلوں کو مد نظر رکھ کر آگے چلیں گے۔ ہم ان کی طرح نہیں ہیں کہ صرف اڈیالہ کے طرف دیکھیں کہ اڈیالہ سے جو پیغام آئے گا وہ سب کے لیے ایک پیغام ہوگا۔ ہم باقاعدہ سب کو onboard لے کر CEC میں اپنے تمام اکابرین کو سن کر ان سے مشورہ کرکے فیصلہ کرتے ہیں، یہ تو ان کو بتادیا ہے اسی لیے میں اس وقت یہ حیثیت نہیں رکھتا کہ میں اس بارے میں کوئی بات کر سکوں چھ تاریخ کو CEC کی جو meeting ہو گی اس میں جو بھی فیصلہ ہوگا وہ سب کے سامنے، پورے پاکستان کے سامنے آئے گا اور ان شاءاللہ اچھا فیصلہ آئے گا۔

دوسری بات انہوں نے کی کہ سندھ کو بچائیں، تو سندھ کو سندھ والوں کے ہی حوالے کردیں وہ بچالیں گے۔ اگر آپ یہاں کھڑے ہو کر سندھ کو بچانے کی بات کریں گے تو پھر بہت سارے معاملات اور بہت سارے صوبے ایسے ہیں جن کو بچانا پڑے گا۔

پاکستان کے مسائل ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے، پاکستان میں بہت سارے مسائل ہیں، پاکستان کے مسائل کے ساتھ ساتھ اگر میں بات کروں تو پاکستان میں ایک صوبہ، صوبہ بلوچستان بھی ہے۔ صوبہ بلوچستان میں جتنے مسائل ہیں شاید پورے پاکستان کے مسائل ایک طرف اور بلوچستان کے مسائل دوسری طرف، اگر آپ کبھی اس کو کسی پلڑے میں رکھیں تو بلوچستان کے مسائل باقی تمام صوبوں کے مسائل سے زیادہ ہوں گے۔

(جاری ہے-----)

T18–04Nov2025 Imran/ED: Shakeel 08:10 pm

سینیٹر بلال احمد خان: (جاری ---) بلوچستان کے مسائل باقی تمام صوبوں کے مسائل سے زیادہ ہوں گے۔ مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ اگر میں اُن پر بات کرنا شروع کر دوں تو شاید مجھے بہت وقت لگ جائے لیکن میں دو تین چیزیں جو federal سے تعلق رکھتی ہیں، میں ابڑو صاحب کی طرح direct کسی صوبے کی بات نہیں کروں گا یا اُن مسائل پر بات نہیں کروں گا جو صوبے کے under آتے ہیں۔ میں اُن مسائل کی بات کروں گا جو وفاق کے under صوبوں کے متعلقہ ہوں گے۔

ایک مسئلہ جو میں پہلے بھی پیش کر چکا ہوں اور بار بار پیش کر رہا ہوں کہ خدارا بلوچستان میں جو کوئٹہ سے connected flights ہیں اور ہمارے aviation کے ادارے میں چلنے والے ہمارے ہوائی جہاز ہیں، بلوچستان کے اندر اُن میں کوئٹہ سے پاکستان کے دیگر شہروں میں، خصوصاً اسلام آباد، کراچی اور لاہور کا یکطرفہ کرایہ ستر ہزار، اسی ہزار اور کبھی کبھی تو ایک لاکھ روپے تک مجبوری کے عالم میں pay کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہمارے roads and National highways کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے Civil Aviation Industry نے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئٹہ سے اسلام آباد، کوئٹہ سے کراچی، کوئٹہ سے لاہور تک کا یکطرفہ کرایہ ایک لاکھ روپے تک رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! میں kindly آپ کے توسط سے تیسری مرتبہ اس floor پر یہ بات کر رہا ہوں کہ خدارا Civil Aviation Authority میں private companies اور Pakistan International Airline کے CEOs کو بلا کر یہاں پوچھا جائے کہ کن وجوہات کی بنا پر آپ کرایہ ستر ہزار، ایک لاکھ یا اسی ہزار وصول کر رہے ہیں۔ کیا وجوہات ہیں؟ کن وجوہات کی بنیاد پر آپ اتنا کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ خدارا اس مسئلے کو address کریں۔ خدارا ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو کچھ relief دیں۔ ہمارے لوگوں کو یہ relief تو دیں اور اگر road پر آپ انہیں relief نہیں دے سکتے اور کوئٹہ سے کراچی آتے جاتے roads پر جو accidents ہو رہے ہیں اور جس

طرح کے حالات ہیں، ہر دوسرے دن آپ کو رات کے وقت National highways پر بلوچستان کا کوئی شخص، آپ کو پتا ہے چیئرمین صاحب! آپ اس وقت بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ کوئٹہ سے ژوب ،ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان ،ڈیرہ اسماعیل خان سے اسلام آباد یا کوئٹہ سے لورالائی، لورالائی سے ڈیرہ غازی خان، یا کوئٹہ سے خضدار، خضدار سے کراچی کی طرف مغرب کے بعد آپ سفر نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی emergency ہو تو اُس صورت میں آپ کو flight لینی پڑتی ہے اور پھر ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے یہ flight ہمیں نہیں ملتیں۔ باقی دوسری proper companies جیسے کہ نہ تو AirSial بلوچستان سے چل رہی ہے، نہ Air Blue چل رہی ہے اور دیگر کمپنیاں بھی اپنے flight operations وہاں سے operate نہیں کر رہیں۔ کیوں نہیں کر رہیں؟ کیوں کوئٹہ سے یہ flights connect نہیں ہو رہیں؟ اس کے بارے میں پوچھا جائے اور جو دو کمپنیاں connect ہیں اُن کے fares آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ کیوں؟اس کے بارے میں kindly دیکھا جائے۔

جناب! ہمارا دوسرا مسئلہ اس وقت یہ ہے کہ نومبر کا مہینہ شروع ہونے کو ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ دسمبر، جنوری اور فروری میں بلوچستان اور کوئٹہ میں سردی ہوتی ہے۔ جناب! ہمیں گیس کا سب سے بڑا problem ہے۔ گرمیوں میں تو ٹھیک ہے کہ رات دس بجے کے بعد loadshedding ہو جاتی ہے۔ گرمیوں میں لوگ کھانا پکانے کے لیے گیس تو استعمال کر لیتے ہیں لیکن سردیوں میں کیا کریں گے؟ اُن سرد علاقوں میں ہمارے بلوچستان اور کوئٹہ کے لوگ سردی سے بچنے کے لیے کیا اقدامات کریں گے؟ آپ رات دس بجے سے صبح آٹھ بجے تک گیس کی loadshedding کرتے ہیں۔ صبح آٹھ بجے بچوں نے سکول جانا ہوتا ہے اور لوگوں نے اپنے offices میں جانا ہوتا ہے۔ جناب! صبح کے وقت گیس کی shortage ہوتی ہے۔ صبح کے وقت ناشتا تیار کرنے میں problem ہوتی ہے۔

جناب! ان مسائل کو ہم کب تک ایسے ہی جھیلتے رہیں گے۔ بلوچستان سے گیس نکل رہی ہے لیکن ہمیں کیا فائدہ ہو رہا ہے۔ ہم بلوچستان والے ہی اس پریشانی کو بھگت رہے ہیں۔ ہم بلوچستان والے ہی سب سے پہلے ان مسائل کا سامنا کر رہے ہیں اور کب تک کرتے رہیں گے۔ کم از کم سردیوں میں تو یہ گیس ہمیں ملنی چاہیے۔ پہلے تو ہم tariff کی بات کر رہے تھے۔ اب tariff کی بات تو چھوڑ دیں بلکہ آپ نے تو ہمیں یہ بات کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ خدارا ہمیں آپ گیس دے دیں۔ آپ جو بھی tariff لگانا چاہیں، وہ لگا لیں دیں لیکن ہمیں گیس دے دیں۔ ہم کچھ بھی

کر لیں گے، اپنی چیزیں بیچ کر بل ادا کر لیں گے اور آسمان سے باتیں کرتا ہوا tariff ادا کر دیں گے لیکن کم از کم ہم پیسا دے کر نہیں مریں گے لیکن۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر بلال احمد خان: Sorry جناب! لیکن آپ نے مجھے ایک دو منٹ دینے ہیں۔ ہم پیسا دے کر نہیں مریں گے لیکن شاید ہم سردی سے مر جائیں گے۔ بلوچستان میں بسنے والے ہمارے بچے شاید خدانخواستہ سردی سے مر جائیں گے۔ خدارا اس ادارے کو کہہ دیں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کو ہم کمیٹی میں refer کر دیتے ہیں۔ آپ نے جو گیس کی بات کی ہے وہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اور حقیقتاً genuine مسئلہ بھی ہے۔ اس کو ہم کمیٹی میں refer کر دیتے ہیں۔ شکریہ جناب۔

سینیٹر بلال احمد خان: بہت شکریہ جناب۔ ایک تیسرا مسئلہ بھی ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ جان صاحب! بلوچستان کی کچھ روایات ہیں اور یہاں بہت سارے لوگ شاید بلوچستان کی dynamics سے واقف نہیں ہیں۔ بلوچستان میں ایک 'A area' ہے اور ایک 'B area' ہے۔ جناب! بلوچستان کے 'A area' میں پولیس انتظامیہ کام کرتی ہے۔ 'B area' میں ہماری لیویز کام کرتی ہے۔ لیویز میں federal Levies بھی ہے اور provincial Levies بھی ہے۔ جناب! ابھی پچھلے دنوں لیویز سے متعلق ایک Act بلوچستان اسمبلی سے منظور ہوا ہے اور وہ Act federal Levies پر بھی لاگو ہو رہا ہے۔ اُس کے تحت لیویز کو پولیس میں ضم کیا جا رہا ہے یا پولیس میں convert کیا جا رہا ہے۔

لیویز والوں کو اس پر بہت سارے خدشات ہیں۔ اس پر اُن کے بہت سارے تحفظات یہ ہیں کہ اس Act میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جیسا کہ جو پہلے 'B area' کہلایا جاتا تھا، اُس کے متعلق جو خدشات ہیں وہ پولیس اُس طرح fulfil نہیں کر سکتی یا پھر جو لیویز والوں کو پولیس میں ضم کیا جائے گا تو اُس کے بعد اُن کی one-step promotion نہیں ہو گی اور دوسری بات یہ کہ یہاں ابھی ہم سنتے آ رہے ہیں کہ شاید لوگوں کی retirement کی age limit بڑھا دی جائے گی لیکن لیویز میں یہ Act لایا گیا ہے کہ پچاس سال کے بعد انہیں retire کر دیا جائے گا۔ اُس میں تیسری سب سے اہم بات یہ ڈال دی گئی ہے کہ اگر خدانخواستہ کبھی اُس area میں اچانک ضرورت پڑ جاتی ہے تو ہم اُس علاقے

کے untrained لوگوں کو بھی وردی پہنا کر، ranks لگا کر اور انہیں تنخواہیں دے کر اُن سے کام لیں گے۔ تو آپ یہ بتائیں کہ Law and order situation کو control کرنے کے لیے untrained لوگوں کو آپ بندوق تھما دیں گے؟ کیا untrained لوگوں کو آپ road پر کھڑا کر دیں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ ابھی باقی لوگوں نے بھی بولنا ہے اور Leader of the House نے جواب بھی دینا ہے۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب! kindly یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ جناب! مجھے complete کرنے دیں۔ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ آج تو بلوچستان میں امن وامان ہے اور ابھی تک معاملات وہاں تک نہیں پہنچے۔ پچھلے دنوں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ڈسٹرکٹ پشین میں ہمارے لیویز والوں نے باقاعدہ اِس کے خلاف ایک احتجاجی rally بھی نکالی تھی۔ اب اگر ہماری ایک فورس اپنی دوسری فورس کے خلاف احتجاجاً ایک rally نکالتی ہے تو جناب، ہم کہاں کھڑے ہوں گے۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہم کس جگہ پر stand کریں گے۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کے بجائے ایک دوسرے کے ساتھ clash میں آئیں گے۔ اس clash کو ہم کب تک اور کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر دیکھیں تو ہمارے borders پر کیا حالات ہیں۔ پشین سے چمن کے قریب تک ہمارا افغانستان کا border ہے۔ وہاں جو اس وقت refugees کا جانا اور وہاں افغانستان کی طرف سے چمن کے راستے یا ژوب کے راستے جو دراندازی ہو رہی ہے تو اس دوران آپ لیویز کو پولیس میں convert کر رہے ہیں۔ تو جناب! آپ ان مسائل کو address کریں۔ ان چیزوں کو آپ براہ مہربانی دیکھیں کہ خدانہ خواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے جو لیویز اہلکار ہیں، وہ ہاتھ چھوڑ دیں۔ خدانخواستہ ہماری لیویز یہ نہ کرے کہ وہ بندوق رکھ دیں اور احتجاج پر چلے جائیں۔ پھر ان معاملات کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ جی. Leader of the House

**Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House)**

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائدِ ایوان): شکریہ جناب چیئرمین! میں کوشش کروں گا briefly جو بھی points raise کیے ہیں اُن کا جواب دے دوں۔ ایک تو یہ کہ مولانا عطاء الرحمان صاحب کو تو میں نے اُن کی موجودگی میں جواب دیا تھا۔ چونکہ انہوں نے دوبارہ ایک دو چیزوں کا ذکر کیا ہے تو میں اُس کو acknowledge کرتا ہوں کہ بالکل JUI(F) نے ہمیشہ بڑے supportive and positive انداز میں تمام national issues میں اپنا حصہ بھی ڈالا ہے اور بڑے positive way سے ہماری مدد بھی کی ہے۔ Even چھبیسویں ترمیم میں مجھے یاد ہے کہ اُن کے ساتھ بہت زیادہ interaction رہا خصوصاً جناب مولانا فضل الرحمان ہمارے لیے نہایت قابلِ احترام ہیں۔

دیکھیں، ہر پارٹی کی اپنی اپنی سوچ ہے اور اُن کی ایک اپنی اپنی direction ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پشاور میں APS School والا جو بچوں کا واقعہ ہوا تھا، اُس کا آج تک لوگوں کے دلوں پر بہت بڑا اور گہرا زخم ہے۔ اُس کے بعد جو National Action Plan بنا تو اُس میں تمام جماعتوں کی موجودگی تھی۔ میاں محمد نواز شریف صاحب Prime Minister تھے اور اُس میں مولانا صاحب کی جماعت نے اور دیگر تمام جماعتوں نے، اُس میں even PTI کی leadership بھی موجود تھی اور انہوں نے ایک plan بنایا لیکن اُس plan کا کچھ حصہ جو بہت معمولی سا تھا، اُس پر علم درآمد نہیں ہو سکا اور وہ مدارس والا حصہ ہے۔ تو اگر ہم اُس کو reform کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں کہ بچوں کو دینی تعلیم دے رہے ہیں اور اُن کو تیار کر رہے ہیں۔ میں نے تو وہ نمبر بھی بتا دیا ہے۔ اُن دنوں میں مجھے یاد تھا کہ کوئی 37000-38000 تھا اور ابھی مجھے جو latest numbers ملے ہیں وہ ڈیڑھ لاکھ ہیں۔ تو یہ نہیں ہے کہ مدرسوں پر کوئی پابندی ہے یا مدرسے بن نہیں سکتے۔ تو اس وقت ماشاء اللہ اُس کے لحاظ سے تقریباً پونے چار سو فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ (جاری---T19)

**T19-04Nov2025 Abdul Ghafoor/ED: Mubashir 8.20 PM**

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: (جاری---) مدرسوں کی حالت کے حوالے سے قریباً پونے چار سو فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ دوسرا جو انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کو چاہیے کہ وہ تو ایک رات میں سبق پاکستان سکھا سکتا ہے یہ بالکل صحیح فرمایا انہوں نے اور frankly میں basically reconciliation میں believe کرتا ہوں۔ جیسے میں نے کہا ایک مسلمان ہونے کے ناتے ایک ہمارا ہمسایہ ملک ہے پھر ہمارا ہمسایہ ملک ہونے کے ناتے ان تمام چیزیں کو مد نظر رکھ کر دیکھنا چاہیے۔ جو واقعات گیارہ بارہ اور چودہ پندرہ اکتوبر کی دو راتیں جو تھی یہ بہت ہی زیادہ دوسری

طرف سے یعنی ان کی تمام UN Charter کی خلاف ورزی تھی۔ ہماری understanding کی خلاف ورزی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حوالے سے وہ جائز نہیں تھا اور جونہی دوحہ میں وزیرِ خارجہ تھے میرے ساتھ regular رابطے میں تھے۔ اُن کی یہی request تھی کہ please آپ بڑے ہیں۔ آپ کا ملک بڑا ہے۔ اللہ نے آپ کو ہر چیز عطا کی ہے تو آپ اُس طرح نہ react کریں اور یہ واقعی ایک رات والی بات ہی تھی۔

مجھے پتا ہے کہ ہمارے جو stakeholders ہیں، ہمارے بہادر افواج پاکستان ہے، ہماری command ہے وہ کتنے غصے میں تھی، کیونکہ دیکھیں ہم سب سے زیادہ ہم دُعا بھی کر لیتے ہیں، ہم جنازے بھی اُٹھا لیتے ہیں لیکن جس ادارے کے جنازے اُٹھائے جاتے ہیں اُن کو سب سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کس طرح اُن کی آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں، جب وہ اُن کے بچوں سے ملتے ہیں جو شہید ہوتے ہیں، ان کے والدین سے ملتے ہیں اور اُن کے گھر والوں سے ملتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اُن کی feeling کو express بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کیا feeling ہوتی ہے یہی وجہ تھی اور وہ واقعی تیار تھے ایک رات والی بات تھی۔ لیکن پھر وہی کہ اللہ تعالیٰ اس میں ہمیں اور ان کو توفیق دے کہ وہ اپنی ذمہ داری ادا کریں۔

یہ ہمیں بتانا کہ آپ آئیں آ کے دیکھیں کہ ہم نے کتنے سو لوگ TTP کے پکڑ کے قید میں رکھے ہوئے ہیں، کتنے لوگ ہم نے کیے، کیے ہوں گے لیکن معاملہ ختم ہونا چاہیے problem بند ہونی چاہیے وہ نہیں ہوئی اور پھر جو ہماری leadership ہے ان کو میں نے insist کیا اور گزارش کی کہ آپ اپنا reaction جو کہ ہمارا right ہے، UN Charter میں Article 51 کے تحت اس کو آپ invoke نہ کریں آج رات، کل چونکہ مذاکرات ہونے جا رہے ہیں جو دوحہ میں شروع ہوئے تھے، اُس کو ہونے دیں۔ کوئی بات نہیں، اگر خدانخواستہ اللہ نہ کرے وقت آئے گا، ضرورت پڑی گی تو آپ کے پاس ہر وقت طاقت ہے کہ آپ کر سکتے ہیں۔ آپ ایک رات میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور India کو جو ایک example بنی وہ ساری دنیا نے دیکھ لی۔

اس حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کی جو دفاعی قوت ہے، پاکستان کی جو بہادر افواج ہے، اس کی جو leadership ہے۔ فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب ہوئے، پھر ان کے ایئر مارشل ظہیر بابر سندھو اور پھر ہمارے نیول چیف they are all the time alert اور یہ چھ سے دس مئی کی راتیں تو میں نے Foreign Office میں دو، ڈھائی گھنٹے کے علاوہ پوری پوری رات گزاری تو میں سارے

process سے گزرا ہوں ان شاءَاللہ کوئی فکر والی بات نہیں ہے۔ لیکن یہ بند ہونا چاہیے جتنی جلدی بند ہوگا اُن کے لیے بھی بہتر ہے۔ دیکھیں نا آج ان کی perishables goods جو ہیں، جو ان کے fruits ہیں، جو ان کے کھانے کی اشیاء ہیں، وہ borders بند ہونے کی وجہ سے ان کو زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ لیکن پھر ان کو کچھ کریں نا اس کے لیے کچھ کریں۔ ہم نے جو کچھ وعدے کیے، مجھے وزیرِاعظم اخوندنے جب میں جولائی میں گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے جو کچھ کیا وہ ہمارے لیے بہت تسلی کی بات ہے، اطمینان کی بات ہے اور اس کے نتیجے میں ہم جو ڈھائی سال سے لگے ہوئے تھے کہ Uzbekistan اور پاکستان ریلوے لنک کے ذریعے plan ہو جائے۔ ریلوے لنک کے ذریعے افغانستان سے ہمارا رابطہ ہو جائے اس دن کا نتیجہ یہ ہوا کہ فصیلہ ہو گیا۔

نعمان وزیر صاحب چلے گئے ہیں، انہوں نے بات کی ہے، یہ بات صحیح ہے کہ پینتیس چالیس سال کا خمیازہ بھگت رہے ہیں یہ بات صحیح ہے، یہ one-off نہیں ہے۔ لیکن جب بھی ہم اس کو ٹھیک کرتے ہیں پھر reverse نہیں ہونا چاہیے۔ میرا جو emphasis تھا کہ ٹھیک ہے وہ پینتیس چالیس سال شروع ہوا ہے اور پھر کرتے کرتے ہم یہاں پہنچے ہیں۔ یہاں پر نہ drug culture تھا نہ یہاں پر kalashnikov culture تھا، نہ یہاں پر جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ problems تھی۔ لیکن یہ ساری کی ساری جو cold war ہے اور جو ہم حصہ بن گئے کہ جب ایک threat ہوا کہ یا آپ ہمارے ساتھ ہیں یا آپ ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو ہم آپ کو stone-age میں لے جائیں گے سب کو ان چیزوں کا معلوم ہے۔

ان کی اصولی بات پر میں اتفاق کرتا ہوں، لیکن جو major reversion ہوئی ہے یعنی settlement اور چیزوں کو control میں لانے کے بعد، بیس سترہ اٹھارہ کے بعد ہم نے اپنی وہ mistake کی جس کا میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو total mentally free کر دیا۔ ہم نے border کھول دیے، جو لوگ بھاگے ہوئے تھے ضرب عضب ردِالفصاد کے بعد اُن کو ہزاروں کی تعداد میں آنے دیا hardened criminals کو چھوڑ دیا اور ہم آج اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

بہرحال it's never too late ہم کوشش کر رہے ہیں پاکستان حکومت کی، Armed Forces کی، Prime Minister کی، Field Marshal کی، Air Chief کی، Naval Chief سب کی ایک resolve ہے کہ ہم نے اس menace کو اس ملک سے ختم کرنا ہے۔ اگر یہ نہیں کریں گے تو پھر دیکھیں آج آپ nuclear قوت بھی ہیں، جناب چیئرمین آج آپ ایک missile

قوت بھی ہیں الحمدللہ۔ کیا missing ہے؟ missing ہے آپ کی economic sovereignty، آپ کی independence, آپ کی معاشی ترقی، آپ کی معاشی strength وہ missing ہے جس دن وہ آ گئی میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ جو role پاکستان کو اصل ملنا چاہیے دنیا کی comity of nations میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو پچھلے کئی مہینوں میں بہت عزت دی اور اللہ تعالیٰ اس میں مزید استقامت اور برکت دے۔ لیکن ہمیں معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے جو محنت کرنی ہے اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ بہت ضرورت ہے اس کے اوپر بھرپور کام ہو رہا ہے۔

سینیٹر دنیش کمار صاحب نے بلکل صحیح کہا کہ انڈیا کی کوشش ہوتی ہے کہ Pakistan–Afghanistan میں تناؤ رہے، یہ لڑائی رہے۔ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، یہ ان کی assessment اور analysis ہے اور میں frankly سمجھتا ہوں کہ وہ کافی حد تک practical ہے کہ ہم سے جو خفت ہوئی وہ ایک proxy war جیسے کہتے ہیں وہ اس کو encourage کرتے ہوں گے بالکل کرتے ہوں گے۔ لیکن ہم نے تو credible evidence بھی دیا ہے international اداروں میں بھی دیا ہے کہ ہمارے پاس ثبوت ہے کہ جعفر ایکسپریس کا جو حادثہ ہوا اس میں وہاں جو لوگ موجود تھے جو culprits تھے جنہوں نے سب کچھ کیا، جو hijackers تھے، ان کے WhatsApp کے linkages تھے جو کہ via India کے ذریعے connectivity تھی اور instructions لی جا رہی تھیں۔

لیکن ظاہر ہے اپنے تمام مسائل کو خود ہی حل کرنا ہے۔ کمار صاحب شاید چلے گئے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے پانچ سالہ بچی کے لئے تفصیل کل میرے دفتر بھیج دیں تو میں Chief Minister, Sindh سے بات کرتا ہوں، ان کی administration ہے پوری کوشش کریں گے۔ بچی چاہے ہندو ہو یا مسلمان، بچی بچی ہے، اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اگر individual بھی ہوں تو اس کے لئے پوری کوشش کریں، کیونکہ یہ ہماری تعلیمات ہے۔ قرآنِ حکیم کہتا ہے کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے، ایک انسان کا قتل پوری humanity کا قتل ہے، اور ایک انسان کو بچانا پوری انسانیت کو بچانا ہے۔ اتنی بڑی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ آپ مجھے تفصیل بھیجیں میں ان شاء اللہ اس میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب نے کچھ چیزوں کے متعلق بات کی ہیں، میں نے وہ points لکھ لئے ہیں۔ ایک صرف clarification ہے اپنا سیف صاحب کہ جو میں نے Parliament میں ذکر کیا تھا۔ میں believe کرتا ہوں کہ جو سچ بات ہے وہ record پر آنا چاہیے۔

اس میں کوئی manoeuvre نہیں ہونا چاہیے اور یہ میں کل بھی meeting میں گیا تھا وہاں بھی میں نے کہا ہمیں بیس points ملے تھے، ہم نے ان بیس points میں اپنی improvement آٹھ Foreign Ministers نے مل کے کئی rounds میں کی۔ اس کو discreet رکھا کہ یہ نیویارک میں understanding تھی کہ کوئی بھی ملک اس کو leak نہیں کرے گا اور جب final ہوا اس میں سو فیصد ہماری وہ wording کچھ چیزوں میں نہیں ہے تو میں نے وہ کہا مجھے کچھ تھوڑے سے کہیں سے گلے بھی آئے کہ آپ نے یہ کیا کر دیا۔ میں نے کہا کہ میں سچ بتاؤں گا، میں اس پر کوئی tampering کرنے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تو وہ آپ نے صحیح note کیا، must compliment you کہ probably آٹھ ملکوں میں سے میں واحد یعنی پاکستان کا نمائندہ ہوں جس نے اس کو flag کر دیا ہے اور ان شاء اللہ ہمیں سچ بات کرنی چاہیے۔ باقی اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں دینی ہے کامیابی اور عزت وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب نے Nobel Peace Prize کا بھی فرمایا میں وہ بھی clarify کر دوں شاید پہلی مرتبہ House میں بات ہو رہی ہے۔ ان کا جو رول تھا چھ مئی کی رات سے لے کر، پہلے بھی تھا لیکن خصوصاً چھ مئی سے دس مئی کی صبح تک انہوں نے بڑا proactively جناب چیئرمین! رابطے رکھے، اس میں UK نے بھی بہت تعاون کیا۔ ابھی وہ David Lammy جو foreign میں میرے counterpart تھے، ابھی اس وقت وہ Deputy Prime Minister اور Justice Ministry ان کو مل گئی ہے۔

(جاری ہے۔۔۔T-20)

**T20-04Nov2025 Tariq/Ed: Khalid. 08:30 pm**

سینیٹر محمد اسحاق ڈار۔۔۔جاری۔۔۔ خصوصاً چھ مئی سے دس مئی کی صبح تک انہوں نے بہت proactively رابطے رکھے۔ برطانیہ کے David Lammy جو میرے counter part تھے، ابھی اس وقت وہ Deputy Prime Minister and Justice Ministry ان کو مل گئی ہے لیکن اس وقت وہ David Lammy تھے اور وہ پاکستان بھی آئے، انہوں نے بہت رابطہ رکھا، اس کے علاوہ سعودی عرب اور قطر نے بہت رابطہ رکھا۔ More or less میں کہوں گا کہ جن ممالک نے ہمارے ساتھ proactively رابطہ رکھا۔ 06 مئی کی رات تک میں نے مختلف capitals میں تقریباً 29 مرتبہ call کی اور پاکستان کی position explain کی کہ ہم نے ان کو کہا ہے کہ international investigation کروا لیں ہم تیار ہیں، Prime Minister نے کاکول میں اپنی public speech میں

Chief Guest کے طور پر خطاب کیا، اگر ہمارے ہاتھ صاف نہ ہوتے تو ہم کبھی بھی offer نہ کرتے لیکن انہوں نے اسے accept نہیں کیا۔

میں نے پہلے round میں سب کو یہ باور کروایا کہ یہ ایک political gimmick ہے اور یہ 05 اگست، 2019 کا پلوامہ جیسا gimmick نہ ہو کہ اس وقت انہوں نے اپنا دنیا میں ایک narrative بنا لیا، اس کے بعد دنیا میں مختلف ممالک کے جو دار لحکومت تھے انہیں convince کر لیا اور پھر اس کے بعد آناًفاناً اس کا جو اصل objective تھا کہ کشمیر کو ہڑپ کرنے کا اعلان کر دیا، Article 370 کو آئین سے نکال دیا اور کہہ دیا کہ جموں و کشمیر union territory کا حصہ ہے۔

اس کے بعد جو اصل جنگ شروع ہوئی اس کے بعد بھی آپ نے دیکھا کہ انہوں نے دو تین بڑی major غلطیاں کیں۔ پہلے یہ جھوٹ بول دیا کہ جب 07-06 کی درمیانی رات کو جب ان کے سات طیارے گرے، اس کے بعد انہوں نے panic میں آ کر اگلے دن دوپہر میں، ہمارے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے، انہوں نے جو press release جاری کی اس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان نے اگلی رات یعنی 07 اور 08 کی درمیانی رات کو ان کی 15 military installations پر attack کیا ہے۔ ہم نے ایک بھی جگہ پر attack نہیں کیا تھا تو میں نے پھر round of calls شروع کیں، پہلے 06 مئی تک 29 calls تھیں اور پھر 06 سے 10 مئی تک another 31 تھیں۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ digital world ہے اگر ہم نے ایک بھی جگہ پر attack کیا ہو گا تو we would have left the traces تو آپ ہمیں بتائیں کہ ہم نے کتنی جگہ پر attack کیا ہے۔ ایک پر کیا ہے، دو پر کیا ہے، 15 پر کیا ہے یا 50 پر کیا ہے تو I must compliment that it is a big country, P5 میں سے ہے، انہوں نے اسے باقاعدہ check کر کے مجھے 17-16 گھنٹوں کے بعد فون کیا کہ پاکستان نے کسی جگہ پر attack نہیں کیا۔ ان کی جھوٹ بولنے کی جو credibility تھی وہ expose ہو گئے، اور ساتھ میں وہ کیا کر رہے تھے کہ میزائل مارتے جا رہے تھے اور ہم بھی جواب دے رہے تھے۔ پاکستان پر ڈرون چھوڑ دیئے، پہلے 24 گھنٹوں میں 29 ڈرونز چھوڑ دیئے، اگلے 20-15 گھنٹوں میں another 51 drones چھوڑ دیئے تو ٹوٹل 80 ڈرونز پاکستان کے major cities پر homer کر رہے تھے تو ظاہر ہے کہ ملتان، لاہور، کراچی major cities میں لوگ chaos میں تھے۔ 79 drones کو تو ہماری بہادر افواج نے neutralized کیا، ایک نے ہماری military installation کو تھوڑا سا damage کیا جہاں ہمارے کچھ لوگ زخمی ہوئے اور اگلے

دن انہوں نے جھوٹ کیا بولا کیونکہ یہ سارا کچھ جو وہ کر رہے تھے اس جھوٹ کے پیچھے justification بنا رہے تھے کہ ہم اس لیے کر رہے ہیں، کہ پاکستان سے F-16 نے اڑ کر ہمارے اوپر attack کیا ہے اور ایک تو ہم نے گرا لیا ہے اور ایک پائلٹ بھی پکڑ لیا ہے۔ میرے خیال میں Foreign Ministry سے اس طرح کی جنگ شاید پہلی مرتبہ ہوئی ہو، ہم نے F-16 کی authorities سے رابطہ کیا کہ بھئی آپ کا کسی بھی ملک میں ایک بھی F-16 hangar سے نکلتا ہے تو آپ کو اپنے headquarter میں پتا ہوتا ہے کہ یہ نکل رہا ہے تو آپ دنیا کو بتائیں کہ بھارت پر ہم نے کتنے اڑائیں ہیں اور کتنے گرے ہیں۔ انہوں نے بھی 24 گھنٹوں کے بعد official public statement issue کی کہ نہ ہی پاکستان سے کوئی F-16 انڈیا کے اوپر اڑا ہے اور نہ ہی گرا ہے۔ اس چیز نے انڈیا کے narrative کی اس مرتبہ تباہی کر دی یعنی وہ جو narrative بنانے کی چکر میں تھے وہ expose ہو گئے۔

پھر ہم نے بھی 09 کی رات کو فیصلہ کیا، اس میں military leadership under the Chairmanship of Prime Minister شہباز شریف، ہم تقریباً رات ڈیڑھ بجے واپس اسلام آباد پہنچے اور فیصلہ ہو چکا تھا کیونکہ air battle میں تو اللہ نے کامیابی دی ہے، اب surface to surface بھی ہمیں ان کو جواب دینا پڑے گا کیونکہ انہوں نے 80 ڈرونز بھیجے ہیں اور کل another 50 آ جائیں تو صبح چار بجے آپریشن شروع ہوا اور تقریباً پونے آٹھ بجے ختم ہوا۔ ہم نے ہر ایک چیز کو time gape کے ساتھ public کیا، یہ میں ہر ایک سے کہتا تھا کہ ہم پہل نہیں کریں گے لیکن جب کریں گے تو اسے چھپائیں گے نہیں، انڈیا کی طرح جھوٹ نہیں بولیں گے کہ 15 جگہ پر حملہ کر دیا، F-16 اڑا دیئے اور ایک گرا دیا، یہ نہیں ہو گا اور ہم نے جو کچھ کیا وہ سب public کیا اور آٹھ بج کر سترہ منٹ پر مجھے Secretary Rubio کی call آئی، میں ساری رات اپنے دفتر میں تھا، انہوں نے کہا کہ India is ready to ceasefire, or you willing to ceasefire? تو اللہ کے فضل سے پاکستان کسی کے پاس نہیں گیا کہ ہماری صلح کروا دیں اور جنگ رکوا دیں، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔ میں نے Secretary Rubio سے کہا کہ we never wanted to go on war, we are peaceful nation, لیکن اگر وہ چاہتے ہیں if they are going to behave then welcome, yes we are agree تو finally ceasefire ہوا۔

اس سارے process کو اس حوالے سے میں اس لیے explain کر رہا تھا کہ اڈرو صاحب 11 جون کو یہ خط لکھا گیا۔ 11 جون کو ابھی اس نے ایران پر حملہ نہیں کیا تھا۔ 11 جون کو letter لکھا گیا اور دوبارہ لیٹر کے بارے میں جو بھائی نے فرمایا، چونکہ جنوری میں جو بھی کسی کو nominate کرنا چاہے، میں آپ کو کرنا چاہوں تو وہ جنوری میں nominations بند ہو جاتی ہیں، اس سال کو جو noble peace prize ہے جو دنیا سے proposals آئے، جیسا کہ ہم نے ان کا بھیجا وہ basically ان کی جو contribution تھی، جو امریکہ نے ان دنوں میں دونوں ممالک کے لیے اپنا role ادا کیا اور ceasefire کے لیے ہمیں approach کیا اس کے حوالے سے ایک recognition تھی اور یہ خط بالکل گیا اور letter 11 June کو میرے signatures سے گیا۔ میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ خط میرے دستخط سے گیا ہوا ہے۔on behalf of Government of Pakistan لیکن Prime Minister نے اس دن دوبارہ والی بات کے بارے میں جو فرمایا تو actually that letter will be considered for next year. After February, 2025 جنوری 2026 تک جتنی بھی nominations for noble peace prize کے لیے دنیا سے آئیں گی اس کا فیصلہ اگلے سال ہو گا۔ میں نے کہا ان کا یہ point بھی میں clarify کر دوں۔

پھر انہوں نے e-tender کے بابت فرمایا، بالکل تمام صوبوں میں ہونا چاہیے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جو دوسرے صوبوں کے ہمارے بہن بھائی بیٹھے ہیں وہ اپنے اپنے صوبے میں یہ take-up کریں، ظاہر ہے کہ وفاقی حکومت انہیں dictate نہیں کر سکتی ہے۔ ان کا اپنا ADB ہے، ان کا اپنا system ہے، وہ اپنے حساب سے خرچ کرتے ہیں، ان کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ اس کو اس طرح کریں یا اس طرح کریں، ٹھیک ہے اس میں برکت تو ہے اور پاکستان کی بہتری ہے لیکن آپ کے sentiments میں ان صوبوں تک بالکل پہنچاؤں گا خاص طور پر بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخوا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ Pakistan PWD ختم ہو چکا ہے، یہ بالکل پورے پاکستان میں ختم ہو چکا ہے اور جو Pakistan PWD ہے اڈرو صاحب کو پتا ہو گا کہ وہ Federal projects کو وہاں پر implement کرتا تھا۔ اگر آپ کو یاد ہو تو پہلے سندھ میں SIDL تھی وہ سندھ میں یہ کام کرتی تھی، جب Pakistan PWD کو بند کیا تو اسے PIDCL میں convert کر دیا۔ دیکھیں ہم ابھی آپس میں بیٹھے ہیں تو آپ کو سچ بات بتانے میں مجھے کوئی جھجک نہیں ہے۔ مجھے سندھ سے یہ complaint آئی کہ PIDCL سے آپ نے سندھ سے

کام لیے ہیں اور Pak PWD کا سارا کام ان کو دے دیا ہے اور دوسرے صوبوں میں تو صوبائی حکومتوں کو دے دیا ہے، ظاہر ہے ایک دم سے اتنا load اور وہ بنی سندھ کے لیے تھی، یہ سندھ کی حکومت کا میرے ساتھ ایک جائز مطالبہ تھا کیونکہ ECNEC کو میں Chair کرتا ہوں Prime Minister صاحب چیئرمین ہیں لیکن ان کی absence میں notification میں کروں گا، آج تک ECNEC کی تمام meetings میں نے کی ہیں تو Prime Minister سے بات کی اور اب تمام صوبوں میں بھی وفاقی حکومت کے جو بھی منصوبے ہیں وہ PIDCL ہی کرے گی۔ دیکھیں ایک جیسا مساوی کام ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین اور ابڑو صاحب وہ جو کام کر رہے ہوں گے وہ ان کے اپنے منصوبے اور پیسے ہوں گے اس لیے ظاہر ہے کہ ہمارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے لیکن Pak PWD کے تمام منصوبے جو Federal Government کے ہیں وہ PIDCL کرے گی اور یہ ایک اصولی فیصلہ ہو چکا ہے اور انہیں بتا دیا ہے، ان کا گلہ بھی دور کر دیا ہے، ہم نے تمام صوبوں میں اس کے دفاتر بھی کھلوا دیئے ہیں اور انہیں یہ منصوبے دے دیے ہیں۔

سینیٹر بلال صاحب نے CEC کی meeting کے بارے میں فرمایا۔ دیکھیں یہ ان کی جماعت کا اپنا ایک process ہوتا ہے، اپنا ایک style ہے، انہوں نے اپنے والد صاحب (صدر محترم) کے ساتھ قطر جانا تھا، وہ جا چکے ہیں، کل مجھے جانا تھا لیکن obviously میں ایک دن میں دو جگہوں پر نہیں جا سکتا تھا تو وہ اپنے والد صاحب کے ساتھ قطر گئے ہیں وہاں ان کی official meetings ہیں۔ ظاہر ہے کہ پیپلز پارٹی اپنی CEC میں جن چیزوں کا فیصلہ کرے گی، ہم ان کے allies ہیں، ہم بیٹھ کر انہیں دیکھیں گے کہ انہوں نے کیا فیصلے کیے ہیں، کوشش ہے کہ بجائے اس کے کہ اس پر لمبا time ضائع کیا جائے کیونکہ time زیادہ ہوگا۔ آگے جاری۔۔۔(T-21)

**T21-4Nov2025 Naeem Bhatti/ED; Shakeel 8:40 pm**

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): (جاری۔۔۔) پیپلز پارٹی اپنی CEC meeting میں جن چیزوں کا فیصلہ کرے گی، ظاہر ہے ہم ان کے allies ہیں، ہم بیٹھ کر انہیں دیکھیں گے کہ انہوں نے کیا فیصلے کیے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس پر لمبا وقت ضائع کیا جائے کیونکہ وقت زیادہ ہو گا تو اس میں زیادہ confusion, زیادہ بحث مباحثہ ہوگا۔ ہم کوشش کریں گے کہ اس ہفتے میں یہ سارا معاملہ wrap up ہو جائے۔ انہوں نے assure کیا ہے کہ وہ چھ تاریخ کو اپنی CEC کی meeting کر لیں گے، وہ چھ تاریخ کو واپس آرہے ہیں۔ So far tentatively Prime Minister Sahib کا بھی سات، آٹھ تاریخ کا Azerbaijan کا official visit ہے۔ اس لیے ہم کوشش کریں گے کہ وہ

جانے سے پہلے کابینہ میں final paper کو، جیسے میں نے عرض کیا کہ میری حکومت کو recommendation ہو گی کہ جتنی جلد ہو سکے اس document کو یہاں پیش کر دیا جائے تاکہ جو actual document ہے، اس پر discussion ہو، speculative or guesswork کے تحت ضرورت نہ پڑے۔

جناب والا! بلال صاحب نے کوئٹہ کی flights کا کہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ Civil Aviation کی کمیٹی میں اگر یہ ممبر نہیں ہیں تو ان کے چیئرمین کو آپ direct کر دیں، انہیں وہاں بلائیں کیونکہ ایک ایک لاکھ روپے کا کرایہ تو بہت زیادہ ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ جتنے بھی بھائیوں کے points تھے وہ میں نے note کیے تھے اور ان کے جوابات دے دیے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Friday, the 7th November, 2025 at 10:30 am.

---------------

*The House was then adjourned to meet again on Friday, the 7th November, 2025 at 10:30 am.*

--------------